مسلمانوں کے لیے لمحۂ فکریہ!

گستاخی واہانتِ رسول ﷺ کی عالمی مہم

کیا ہماری ایمانی غیرت بالکل ختم ہو چکی ہے......؟

کیا ہم ان ممالک کی مصنوعات کا بائیکاٹ نہیں کر سکتے......؟

از

محقق اہلسنّت حضرت علامہ

نسیم احمد صدیقی نوری

ناشر

انجمن ضیاءِ طیبہ

نزد دفتر المؤذن حج وعمرہ سروسز آدم جی داؤد روڈ، میٹھادر، کراچی۔

معروضات اور عزائم

الحمدللہ علی احسانہٖ **"انجمن ضیاء طیبہ"** گذشتہ دو سال سے مسلک حقہ اہلسنت و جماعت کی ترویج واشاعت کے لئے خدمت میں مصروف عمل ہے۔ انجمن کی نسبت **شیخ العرب والعجم حضرت قطب مدینہ شاہ ضیاء الدین قادری مدنی قدس سرہ** سے معنون ہے۔ سادہ لوح سنی بھائیوں اور بہنوں کی اعتقادی و نظریاتی راہنمائی کے لئے اہم موضوعات پر تا حال تقریباً پچیس کتب شائع کرنے کا شرف سعادت حاصل ہوا ہے۔ علاوہ ازیں شمسی کلینڈر (انگریزی ماہ) کے پہلے یومِ جمعہ بعد عشاء "الف مسجد" کھارادر میں حالات حاضرہ کے مطابق اہم موضوعات پر درس قرآن واحادیث کے اجتماعات بعنوان **"ضیائے قرآن"** منعقد ہوتے ہیں۔ جس میں مقتدر علماء اہلسنّت محققانہ وناصحانہ خطاب فرماتے ہیں جب کہ اسی موقع پر بہ اعتبار موضوع ایک کتابچہ شائع کر کے مفت تقسیم کیا جاتا ہے۔ بحمدہٖ تعالیٰ **"انجمن ضیاء طیبہ"** کے تحت سنی حاجیوں کی فکری و عملی راہنمائی کے لئے **"المؤذن حج گروپ"** کی خدمات ضرب المثل ہو چکی ہیں۔ حاجیوں کے لئے تربیتی کورسز، سوال و جواب کی فقہی نشستوں کے انعقاد، مناسک حج وعمرہ کی ادائیگی کے لئے مسائل اور دعاؤں پر مبنی کتاب **"ضیائے حج"** اور حجۃ الوداع کی روداد پر مبنی کتاب **"رسول اللہ ﷺ کا حج"** اور دیگر درود و سلام اور وظائف پر مشتمل کتاب **"ضیاء درود"** (مختلف درود خصوصاً درود اکبر) **"ضیاء طیبہ"** (قصیدہ بردہ شریف) **"الوظیفۃ الکریمہ"** (اعلیٰ حضرت اور مشائخ قادریہ کے معمولات واوراد ووظائف) اور **"ضیاء الدعا"** کی اشاعت وتقسیم کا اہتمام ہوتا ہے اور ہوتا رہے گا۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

پہلی تا پندرہ صدیوں پر محیط مجددین کی تفصیلی و تحقیقی تاریخ **"ضیاء المجد دین"** تقریبا آٹھ جلدوں میں عنقریب شائع ہوگی، انشاء اللہ تعالی عزوجل والرسول علیہ الصلوٰۃ والسلام) نیز ان شاء اللہ بارہ مہینوں کے فضائل اور ان میں اعراس بزرگان دین کی تواریخ پر مبنی "کیلنڈر" بھی بہت جلد شائع ہوگا جبکہ ہر ماہ کے فضائل پر علیحدہ کتابچے تو ہم پہلے ہی شائع کر چکے ہیں۔

رسالہ ھذا **"گستاخی واہانت رسول کی عالمی مہم"** محترم صبیح رحمانی کے اس معروف شعر:

بتلا دو گستاخ نبی کو غیرت مسلم زندہ ہے
دین پر مر مٹنے کا جذبہ کل بھی تھا اور آج بھی ہے

کی روشنی میں مولانا نسیم احمد صدیقی نوری صاحب نے ترتیب دیا ہے اس کتاب میں ڈنمارک کے بارہ کارٹونسٹوں کے بنائے گئے مضحکہ خیز خاکوں کی مذمت اور یورپی یونین کے ممالک ناروے، ہنگری، اسپین، نیدرلینڈ، بلغاریہ، فرانس، اٹلی، جرمنی، سوئٹزرلینڈ، آسٹریا اور آئرلینڈ وغیرہ کے اخبارات کے مکروہ اقدامات کے نتیجے میں ممکنہ تہذیبوں کے تصادم کی جانب بھی اشارہ کیا گیا ہے اور عالمی سطح پر مسیحی دنیا کی جانب سے کی جانے والی اہانت وگستاخی کے تسلسل کا جائزہ بھی پیش کیا گیا ہے اور مسلم امہ میں جذبہ عشق رسول کا سمندر موجزن کرنے کے لیے مولانا نسیم احمد صدیقی نے اچھی کوشش کی ہے۔

آج کے دور میں بھی ایسے عشاق موجود ہیں جو کسی گستاخ وشاتم رسول کو دیکھنا بھی گوارا نہیں کرتے میں ایک ایسے عاشق کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں، جسے حال ہی میں ہالینڈ کے دارالحکومت ایمسٹرڈم میں ایک گستاخ کو سر بازار، شاہراہ عام پر قتل کیا اور پھر وہ عاشق اپنی گرفتاری کے لیے وہیں بیٹھا رہا، پولیس بھی اس کے قریب آنے سے ڈرتی رہی، وہ چاہتا تو موقع واردات سے چلا جاتا لیکن وہ اپنا کارنامہ بتانا چاہتا تھا کہ میں نے یہ عظیم کام انجام دیا ہے اور سرزمین یورپ میں محبت رسول ﷺ کے لیے اپنی بلند ہمتی کا چراغ جلایا ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ یہ چراغ کبھی نہیں بجھے گا۔

اپنے سنی بھائیوں و بہنوں سے استدعا ہے کہ **"انجمن ضیاء طیبہ"** کے لئے استقامت اور روز افزوں ترقی کی دعا کیجئے۔

اللہ تعالی سبحانہ تمام سنیوں کا خاتمہ خیر پر فرمائے۔ آمین

انھیں جانا انھیں مانا نہ رکھا غیر سے کام
للہ الحمد میں دنیا سے مسلمان گیا

(اعلی حضرت قدس سرہ)

سید اللہ رکھا

انجمن ضیاء طیبہ

نحمده و نصلی و نسلم علی رسوله الکریم

وعلی اله و اصحابه اجمعین

قارئین محترم!

زیر نظر مضمون میں آقائے کائنات، فخر موجودات جامع الکمالات علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی حرمت وعزت اور ناموس مقدسہ کی جانب اٹھنے والی شیطانی آنکھوں اور انگلیوں کی مذمت کی گئی ہے، مقصود یہ ہے کہ عالم اسلام متحد ہوکر دشمنان رسول کا مقابلہ کرے۔ گذشتہ کئی سالوں سے وقتاً فوقتاً اقوام مغرب، مسلمانوں کی محبت وغیرت کو ٹٹولنے کے لئے ناموس رسالت ﷺ پر حملہ کر رہی ہیں اور تہذیبوں کے تصادم کے لئے میدان کارزار سجانا چاہتی ہیں دنیائے نصرانیت و یہودیت یہ دیکھنا چاہتی ہے کہ (آج کے اس بے راہ روی کے زمانہ میں) ملت اسلامیہ کی صفوں میں کوئی صلاح الدین ایوبی ہے یا نہیں۔

یہ مسلمانوں کے جغرافیہ پر نہیں ایمان پر حملہ ہے:۔

جی ہاں مضحکہ خاکوں کی اشاعت کا مقصد یہ ہے کہ ایک وقت میں ستاون اسلامی ملکوں اور دنیا بھر میں آباد ایک ارب چالیس کروڑ مسلمانوں پر ایسی یلغار کی جائے جو ایٹم بم اور میزائل برسانے سے بھی زیادہ خطرناک و دہشتناک ہو۔ اگر بم برسائے جائیں گے تو کسی ایک مسلم خطے پر برسیں گے اور احتجاج بھی اسی ایک جغرافیہ میں ہوگا جنہیں تکلیف ہوگی، ماضی اس پر شاہد ہے کہ اگر فلسطین، لبنان، لیبیا، عراق، افغانستان، کشمیر، چیچنیا، بوسنیا، کوسوو، فلپائن اور برما کے اراکانی مسلمانوں پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے گئے تو مسلم دنیا میں اس طرح غم وغصہ کی لہر نہیں دوڑی، جیسی اب مسلم دنیا مشتعل ہے، احتجاج پہلے بھی ہوا، لیکن ایسا عالمگیر اور ہمہ گیر احتجاج، جو اب ہوا پہلے کبھی نہیں ہوا، اس کی وجہ کیا ہے؟ یہی نا کہ مغرب کے شیطانوں نے ایسی عالمگیر اور ہمہ گیر محبوبیت کی حامل مقدس ہستی کو نشانہ تضحیک (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) بنایا ہے۔ جس پر عراقی مسلم کا بھی ایمان ہے اور مصری وحجازی مسلمان کا بھی ایمان ہے، جس پر امریکی و برطانوی مسلمان بھی جان دینے کو تیار ہے تو ہندوستانی اور پاکستانی مسلمان بھی ان ہی کے نام پر جیتا ہے آسٹریلیا سے لے کر مشرق بعید (انڈونیشیا، ملائشیا اور جاپان) تک اور شمالی افریقہ سے لے کر جنوبی افریقہ تک کے مسلمان اسی مقدس ہستی (محمد مصطفیٰ ﷺ) کے وجود کی خوشبو سے مہک رہے ہیں۔

ڈنمارک کے اخبار "ہالینڈز پوسٹین" میں شائع ہونے والے مضحکہ خاکوں کی اشاعت کے عمل کو امریکی صدر کے مشیر بھی مسلمانوں کے عقائد پر حملے سے تعبیر کرتے ہیں۔

مسلمانوں کے عقائد پر حملہ

امریکی مشیر کا بیان:۔

امریکہ کے صدر بش کی مشیر کیرن ہیوگز نے کہا ہے کہ توہین رسالت پر مبنی خاکے مسلمانوں کے عقائد پر حملہ کے مترادف ہیں تاہم پر تشدد احتجاج کا کوئی جواز نہیں ہے، گذشتہ روز یہاں (قطر، دوہا) میں امریکہ اسلامی فورم کے افتتاحی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے انھوں نے کہا کہ اگرچہ کئی امریکی اخبارات میں ان متنازعہ خاکوں کو دوبارہ نہ شائع کرنے کا فیصلہ کیا ہے اور انھیں اپنے مسلمان دوستوں کے عقائد پر انتہائی حملہ تصور کیا ہے لیکن پر تشدد احتجاج کا کوئی جواز نہیں، جس کے نتیجہ میں جمعہ کو لیبیا میں کم سے کم گیارہ افراد ہلاک ہوگئے۔(۱)

مقاصد کیا ہیں؟:۔

ممکن ہے کہ امریکی مشیر " کیرن ہیوگز" مسلمانوں کو اس طرح تسلی کے "لولی پاپ" دینا چاہتی ہوں، یا امریکی و یہودی پالیسی کے تحت مشرق کو مغرب سے متصادم کرانا چاہتی ہوں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ مسلم امہ کو یورپی یونین سے متصادم کر کے امریکہ وہی فائدہ حاصل کرنا چاہتا ہے جو مسلمانوں کو سوویت یونین سے لڑانے کے نتیجے میں حاصل ہوا تھا۔

قارئین محترم! عالم اسلام جس کیفیت میں ہے وہ اظہر من الشمس ہے، تاہم یہ ضروری ہے کہ ہمیں معلوم تو ہو کہ توہین رسالت کے جرم عظیم کی حالیہ مہم کب اور کہاں شروع ہوئی؟ ڈاکٹر سید سجاد حسین صاحب نے احوال واقعی کے عنوان سے روزنامہ "جنگ" کراچی میں یہ جائزہ پیش کیا ہے۔

''جیلنڈ پونستان'' (Jylland Ponsten) ڈنمارک کا ایک محدود تعداد میں چھپنے والا مقامی اخبار ہے۔ جان ہینسن اس کے ایڈیٹر ہیں۔ اپنے اخبار کی معمولی شہرت کے لئے ایڈیٹر نے 30 ستمبر کو نازیبا کارٹون چھاپے، جن کی تعداد 12 تھی۔ اخبار ڈینش زبان میں چھپتا ہے اس لئے ڈنمارک میں رہائش پذیر بہت سے مسلمان اس کو نہیں پڑھتے۔ 30 ستمبر کو جب یہ نازیبا کارٹون چھپے تو چند مسلمانوں نے انہیں دیکھا اور پھر ایک دوسرے سے ایک میٹنگ میں مشورہ کیا۔ ڈنمارک میں مسلمانوں کی تعداد لگ بھگ 2 لاکھ ہے جن کا تعلق مختلف مسلم ممالک سے ہے۔ اکثریت کا تعلق مشرق وسطیٰ سے ہے۔ وہاں متحرک ایک مسلمان تنظیم نے فیصلہ کیا کہ ان نازیبا کارٹون کی اشاعت پر ایک پرامن احتجاج کرنا چاہئے اور اخبار کے ایڈیٹر کو احساس دلانا چاہئے کہ اس سے مسلمانوں کی دل آزاری ہوئی ہے لہٰذا وہ معافی مانگے۔ 14 اکتوبر 2005ء کو کوپن ہیگن میں ایک انتہائی منظّم اور پرامن ریلی منعقد کی گئی جس میں تقریبا چار ہزار افراد نے شرکت کی۔ ریلی میں اخبار کے مدیر سے معافی طلب کی گئی لیکن اس نے صاف انکار کر دیا کہ کوئی معافی نہیں مانگی جائے گی۔ یہ ہماری آزادی کا مسئلہ ہے، دل آزاری ہو تو ہوا کرے۔

ڈنمارک کے مسلمان کافی پریشان ہوئے پھر انہوں نے فیصلہ کیا کہ ڈنمارک کے وزیر اعظم جناب آندرے رمسان کی توجہ اس طرف مبذول کرائی جائے تاکہ ایسی شرمناک حرکت کو آئندہ ہونے سے روکا جائے اور ایڈیٹر کو حکومت احساس دلائے کہ وہ اس نازیبا حرکت پر معافی مانگے۔ ڈنمارک میں مقیم مسلمانوں نے اس سلسلے میں اپنے اپنے ملکوں کے سفیروں سے ملاقات کی اور ان سے کہا کہ وہ ان کے جذبات ڈنمارک وزیر اعظم تک پہنچا دیں تاکہ آئندہ کا تدارک بھی ہو جائے اور موجودہ حرکت کی تلافی بھی ہو۔

حیران کن حرکت:۔

اسلامی ممالک کے 11 سفیروں نے مشترکہ درخواست بھیجی کہ وزیر اعظم

سے ملاقات ہو سکے اور ان کی توجہ اس خطرناک حرکت کی طرف دلائی جائے اور معاملے کو خوش اسلوبی اور مہذب طریقے سے حل کرالیا جائے۔ وزیراعظم نے مسلم سفیروں سے ملنے سے صاف انکار کر دیا۔ کمال ہے ایسا حساس معاملہ اور مودبانہ ملاقات کی گزارش۔ ڈنمارک کے وزیراعظم صاحب نے تمام سفارتی اخلاقیات کی دھجیاں بکھیرتے ہوئے صاف انکار کر کے ڈنمارک کے رہائش پذیر مسلمانوں کی مزید دل آزاری کی اور ان کو ایک ایسے دوراہے پر کھڑا کر دیا کہ اب کس کے پاس جائیں جو ہماری بات سنیں۔ یہی وہ وقت تھا جب وزیراعظم ڈنمارک یا اس سے پہلے اخبار کے ایڈیٹر اس مسئلے کو ہمیشہ کے لئے دفن کر سکتے تھے لیکن انہوں نے ایسا مناسب نہیں سمجھا بلکہ ڈنمارک کے مسلمانوں کو حیرت زدہ اور اس کے ساتھ ساتھ برہم کر دیا۔

آگ بھڑک کر پھیلنی شروع ہوتی ہے:۔

ڈنمارک کے مسلمانوں نے فیصلہ کیا کہ یہ مسئلہ اب دوسرے مسلمان بھائیوں کے علم میں لانا چاہئے تاکہ حضورﷺ کی شان میں جو گستاخی کی گئی ہے وہ دوبارہ نہ ہو۔ مسلم رہنما "ابولبن" نے کارٹونوں پر مشتمل ایک تفصیل بنا کر چار وفد مصر، لبنان، شام اور سعودی عرب روانہ کئے۔ اب نومبر کا مہینہ شروع ہو چکا تھا بس پھر یہ آگ بھڑک کر پھیلنا شروع ہوگئی۔

57 مسلم ممالک نے مکہ سے ایک مشترکہ بیان میں سخت الفاظ میں اس حرکت کی مذمت کی۔ امام کعبہ نے مکہ شریف سے اعلان کیا کہ جو حضور اکرمﷺ کی ذات مبارک کی شان میں تضحیک کرے وہ قابل گرفت ہے اور سزا کا حقدار ہے۔

سعودی حکومت نے ڈنمارک سے سفارتی تعلقات منقطع کر لئے اور اپنا سفیر واپس طلب کر لیا۔ مشرق وسطی کے تمام ممالک نے ڈنمارک کی مصنوعات کا بائیکاٹ شروع کر دیا۔

جلتی پر تیل چھڑکنا:۔

مسلمانوں کی مزید دل آزاری اور ہتک آمیز رویہ رکھتے ہوئے فرانس، اسپین، ناروے اور جرمنی کے اخبارات نے ڈنمارک کی حمایت میں دوبارہ کارٹونوں کی اشاعت کی اور کہا کہ یہ سب کچھ پریس کی آزادی کے لئے کیا جا رہا ہے۔ یہ کونسی آزادی ہے کہ آپ کسی کو اذیت پہنچانے کا حق مانگتے ہیں۔ یہ آزادی نہیں بلکہ معاشرتی اور مذہبی خلیج کو بڑھانے اور نفرت کے پرچار کا اظہار تھا تاکہ مسلمان جو پہلے ہی زخمی ہیں، ان کی مزید تذلیل کی جائے۔

بہت دیر کی مہرباں آتے آتے:۔

3 ماہ بعد وزیراعظم ڈنمارک کو اپنی غلطی کا احساس ہوا اور انہوں نے ڈنمارک میں مقیم تمام سفیروں کو طلب کر کے اپنا نقطہ نظر بیان کیا لیکن مسلم سفیروں نے کہا کہ معاملہ اب حکومتی ذرائع سے دور نکل گیا ہے اور عوام میں جا چکا ہے۔

اگر واقعات کی یہ ترتیب دیکھ لی جائے تو ثابت ہوتا ہے کہ مسلمانوں نے اپنا ردعمل انتہائی شائستہ اور مہذب انداز میں اور سفارتی اخلاقیات کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے کیا اور مسئلہ کا منصفانہ اور باعزت حل چاہا لیکن ان کو دھتکار دیا گیا اور ان کے جذبات جان بوجھ کر بھڑکائے گئے اور اب بھی مختلف بیانات کے ذریعے ایسا کیا جا رہا

ہے۔ یہ ایک فطری ردعمل تھا اور ہے۔ ایسی مذموم حرکت سے کسی کو کوئی فائدہ نہیں پھر بھی یورپی پارلیمنٹ اور یورپی کمیشن اس کی حمایت کر رہے ہیں۔ نیز آزادی اظہار کی بات کرتے ہیں حالانکہ جرمنی میں ہٹلر سے ملتا جلتا اشتہار چھاپنے پر جس سے اس کی تعریف جھلکتی ہو، سات سال قید ہے۔ واہ ہٹلر سے ملتی جلتی تصویر چھاپنا تو قانوناً جرم ہے لیکن مسلمانوں کی دل آزاری آزادی صحافت ہے۔ یہ ہیں مہذب، تعلیم یافتہ، یورپ کی اقدار۔ (۲)

صدر پاکستان کے دورۂ ناروے کا افسوس ناک پہلو:۔

جنوری ۲۰۰۶ء کے اوائل میں ناروے، فرانس، اسپین اور جرمنی کے اخبارات نے ڈنمارک کی حمایت میں دوبارہ کارٹونوں کو شائع کیا۔ گویا ملت اسلامیہ کو چیلنج دے دیا، کہ کیا کر سکتے ہو؟

۲۳ جنوری ۲۰۰۶ صدر پاکستان جنرل پرویز مشرف ناروے کے تین روزہ دورہ پر اوسلو پہنچے۔ ۲۶ جنوری تک صدر جنرل پرویز مشرف نے ناروے کے وزیراعظم "جینز اسٹالن برگ" (کہ جنھوں نے ۵ تا ۷ دسمبر ۲۰۰۵ء میں پاکستان کا دورہ کیا تھا) سے کئی ملاقاتیں کیں، بادشاہ ہیرالڈ پنجم سے ملاقات کی۔ ناروے کی ٹیلی کام کمپنی "ٹیلی نار" کی راؤنڈ ٹیبل میٹنگ میں کاروباری کمپنیوں سے ملاقات، ناروے کی پارلیمنٹ کے صدر "تھور بجورن جاگلینڈ" سے ملاقات کے علاوہ ناروے میں مقیم تیس ہزار پاکستانیوں کے نمائندگان سے بھی ملاقات کی۔ دونوں ملکوں کے درمیان تعلیم اور تخفیف غربت کے شعبوں میں تعاون کے لئے سمجھوتے طے پائے۔ (۳) لیکن

ناروے کے اخبارات میں شائع ہونے والے مضحکہ خاکوں پر کوئی احتجاج نہیں کیا گیا۔

ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہیے

لیکن ملت اسلامیہ نے عالمی سطح پر احتجاج کر کے یہ ثابت کر دیا کہ:۔

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لئے
نیل کے ساحل سے لے کر تا بہ خاک کاشغر
(علامہ اقبال)

ملت اسلامیہ کے احتجاج کا جائزہ:۔

۳۰ جنوری کوپن ہیگن (جنگ نیوز) ڈنمارک کے ایک اخبار میں توہین آمیز کارٹون کی اشاعت کے بعد مسلم دنیا میں شدید احتجاج جاری ہے ادھر یورپی یونین کے نمائندے نے سعودی عہدیدار سے ملاقات میں دھمکی دی ہے کہ اگر ڈنمارک کا اقتصادی بائیکاٹ ہوا تو اسے یورپی یونین کا بائیکاٹ تصور کرتے ہوئے ڈبلیو ٹی او (W.T.O) سے رجوع کیا جائے گا۔ مختلف اسلامی ممالک میں توہین رسالت پر مبنی کارٹون کی اشاعت کے بعد زبردست احتجاجی مظاہرے ہوئے ہیں۔ غزہ میں یورپی یونین کے دفتر کی عمارت پر مظاہرین نے قبضہ کر لیا۔ کویت میں ڈنمارک کے سفارتخانے کے سامنے مظاہرین نے ڈینش مصنوعات کے بائیکاٹ کا مطالبہ کیا۔ بحرین، شام اور کویت میں ڈینش سفیر کو باضابطہ طلب کر کے احتجاج ریکارڈ کرایا گیا۔ سعودی عرب اور لیبیا نے کوپن ہیگن میں سفارتخانہ بند کرنے اور اقتصادی پابندیاں

عائد کرنے کا اعلان کیا۔ ڈینش ڈیری مصنوعات بنانے والی کمپنی "ارلا" کے مشرق وسطیٰ میں تمام ڈیلروں نے اپنے آرڈر منسوخ کر دیئے ہیں۔ (۴)

یکم فروری تا ۳ فروری:۔

فلسطین میں انتہا پسند اسلامی تنظیم نے ڈنمارک ناروے اور فرانس کے شہریوں کو نشانہ بنانے کے اعلان کے بعد، فرانسیسی اخبار کے مدیر "جیکو لیس لیفرانک" کو خاکوں کی اشاعت پر معطل کر دیا گیا ہے۔ ناروے کی حکومت نے خاکوں کی دوبارہ اشاعت کے بعد معافی مانگ لی ہے۔

پاکستان سمیت سعودی عرب، شام، فلسطین، ترکی، عراق، انڈونیشیا، مالدیپ، تنزانیہ، سوڈان، ایران، اردن، بنگلہ دیش، لبنان، صومالیہ اور کینیا میں بروز جمعۃ المبارک ۳ فروری کو بعد نماز جمعہ بڑے بڑے احتجاجی مظاہرے ہوئے مظاہرین نے ڈنمارک کے وزیر اعظم سے معافی مانگنے اور خاکوں کے بنانے والے بارہ ملعون کارٹونسٹوں کو سزا دینے کا مطالبہ کیا ہے انڈونیشیا میں مظاہرین نے ڈنمارک کے سفارتخانہ پر حملہ کیا۔ امریکہ اور برطانیہ نے بھی خاکوں کو ناقابل قبول قرار دیا۔ مظاہرین نے ڈینش پرچم اور مصنوعات کو نذر آتش کیا۔ ڈنمارک، فرانس، ہالینڈ، ناروے، اسپین اور اٹلی کے خلاف نعرے بھی لگائے گئے۔ فرانسیسی پرچم بھی نذر آتش کیا گیا۔

اردن کے ایک اخبار "اشیہان" کے ایڈیٹر کو بھی اس لئے برطرف کر دیا گیا کہ اس نے مسلمانوں کو آگاہ کرنے کے لئے مضحکہ خاکے شائع کئے تھے۔

۳ فروری ۲۰۰۶ء کو مزید چند یورپی ممالک بلغاریہ، سوئزرلینڈ، فرانس، آسٹریا، ہنگری، جمہوریہ چیک اور آئرلینڈ کے اخبارات نے بھی مضحکہ خاکوں کو شائع کر کے مسلمانوں کے جذبات کو مزید برانگیختہ کرنے کے لئے چیلنج دے دیا ہے۔

ڈنمارک کے وزیر اعظم "اینڈرلیس فوگ راسموسن" نے گیارہ اسلامی ممالک کے سفراء سمیت ۷۶ ملکوں کے سفیروں سے ملاقات کر کے کہا کہ ڈینش حکومت کبھی ایک آزاد اور خود مختار اخبار کی طرف سے معافی نہیں مانگ سکتی۔ (۵)

۴ فروری:۔

دمشق میں ڈنمارک اور ناروے کے سفارتخانے جلا دیئے گئے۔

پاکستان نے ڈنمارک، جرمنی، اٹلی، اسپین، فرانس، سوئزرلینڈ، ہنگری، ناروے اور جمہوریہ چیک کے سفیروں کو دفتر خارجہ طب کر کے خاکے چھاپنے والے اخبارات کے خلاف کاروائی کا مطالبہ کیا۔

ویٹی کن سٹی کے عیسائی کیتھولک ادارے نے کہا ہے کہ آزادی اظہار رائے کا حق مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچانے کا حق نہیں دیتا۔

اقوام متحدہ کے سیکریٹری جنرل کوفی عنان نے کہا کہ باہمی احترام کے اصولوں کو قائم رکھا جائے۔

سعودی عرب میں مریضوں نے ڈنمارک کی دواؤں کا استعمال ترک کر دیا۔

(روزنامہ المدینہ)

۴۰۰ سے زائد سعودی سپر مارکیٹوں نے ڈینش مصنوعات پر پابندی لگا دی۔

اقتصادی بائیکاٹ کے نتیجہ میں ڈینش ڈیری کمپنی کو دو ارب بیس کروڑ ریال کا خسارہ ہوگا۔

۵ فروری ۲۰۰۶ء:۔

بیروت میں ڈنمارک کا سفارتخانہ جلا دیا گیا۔ نابلس میں فرانسیسی کلچرل سینٹر پر مظاہرین کا قبضہ۔ نیوزی لینڈ میں ہزاروں مسلمانوں کا پر امن احتجاج۔

ملتان میں سینکڑوں تاجروں کا احتجاج، ڈینش پرچم نذر آتش، مصر میں مظاہرین نے ڈنمارک اور ناروے سے سفارتی تعلق ختم کرنے کا مطالبہ کیا۔

القاعدہ نے ایک انٹرنیٹ پیغام کے ذریعے خاکے چھاپنے والے ممالک میں حملوں کی دھمکی دی ہے۔

۶ فروری ۲۰۰۶ء:۔

انڈونیشیا اور ایران میں مغربی سفارتخانوں اور قونصل خانوں پر حملہ۔

افغانستان اور صومالیہ میں پر تشدد مظاہروں میں ۶ افراد ہلاک، متعدد زخمی۔

تھائی لینڈ میں پر امن احتجاج۔

توہین آمیز خاکے ایک سوچا سمجھا منصوبہ ہے۔ تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان کا احتجاجی مؤقف۔

اسلام آباد میں صحافیوں کا احتجاج، گستاخ ممالک کی مصنوعات کے بائیکاٹ کا مطالبہ۔

سنی تحریک کے دفتر مرکز اہلسنّت کراچی کے باہر احتجاجی مظاہرہ میں سینکڑوں افراد شریک ہوئے۔

اقوام متحدہ (U.N.O) کے دفتر نیویارک کے سامنے سینکڑوں افراد کا پر امن احتجاج و ریلی۔

لاہور میں ہزاروں افراد کا احتجاج۔

۷ فروری ۲۰۰۶ء:۔

پشاور میں متحدہ مجلس عمل کا احتجاجی مظاہرہ

بھارت، مصر، بنگلہ دیش، ترکی، اردن، نائجیریا سمیت دنیا کے پانچ براعظموں تک احتجاجی مظاہروں کا دائرہ وسیع ہو گیا۔

تہران میں آسٹریا اور ڈنمارک کے سفارتخانوں پر پتھراؤ اور حملہ۔

نائیجیریا نے ناروے سے بسیں خریدنے کا ۲۷ ملین ڈالر کا معاہدہ منسوخ کر دیا۔

کراچی کی تمام بڑی اور اہم مارکیٹیں احتجاجاً بند رہیں۔

علماء خاکے بنانے والوں کے قتل کا فتوی جاری کریں تاجر راہنما کا مطالبہ۔

ممبر قومی اسمبلی صاحبزادہ فضل کریم کی پیش کردہ قرارداد مذمت اسمبلی میں متفقہ طور پر منظور۔

پنجاب بار کونسل کی اپیل پر صوبے بھر میں وکلاء کی ہڑتال و عدالتوں کا بائیکاٹ۔

حیدرآباد میں ڈینش پرچم نذر آتش۔

۸فروری۲۰۰۶ء:۔

ڈھاکا بنگلہ دیش میں کئی ہزار افراد کا احتجاج۔

افغانستان میں دوران احتجاج مزید چار افراد شہید۔

امریکی اخبارات میں بھی خاکوں کی اشاعت ہوگئی۔ جس کے خلاف انڈونیشیاء، عراق اور مقبوضہ کشمیر میں زبردست احتجاج۔

فرانسیسی ہفت روزہ میں خاکوں کی اشاعت رکوانے کی مسلمان تنظیموں کی عدالتی اپیل مسترد۔

یمن کے ایک اخبار نے بھی خاکے شائع کئے۔ اخبار بند ہوگیا۔ ترکی نے ڈینش اور نارویجن مصنوعات کا بائیکاٹ کردیا۔ احتجاج پرامن طریقے سے کیا جائے۔ شاہ اردن نے کہا میڈیا اپنے خیالات کے اظہار کے لئے ذمہ دارانہ رویہ اختیار کرے، معصوم سفارتکاروں کو تحفظ فراہم کیا جائے امریکی صدر کا مؤقف۔

درہ آدم خیل سرحد میں تین ہزار قبائلیوں کا مظاہرہ، امریکی صدر کا پتلا جلایا گیا۔

اسلامی کانفرنس تنظیم کا نیویارک میں ہنگامی اجلاس اور توہین آمیز کارٹونوں کے خلاف متفقہ قرارداد۔

مسلمانوں کی دل آزاری پر جاپان کا اظہار افسوس۔

۹فروری۲۰۰۶ء:۔

بیلجیم کی مسلم خواتین کا پرامن احتجاج۔

کارٹونسٹ کو قتل کرنے پر سو کلو سونا بطور انعام دیا جائے گا۔

۱۰ فروری۲۰۰۶ء:۔

نئی دہلی میں ہزاروں افراد کا احتجاجی مظاہرہ۔

۱۱فروری۲۰۰۶ء:۔

تہران میں فرانسیسی سفارتخانہ پر حملہ

لندن، برلن، پیرس، برسلز، منیلا، قاہرہ، رباط، ڈھاکا اور کراکس میں پرامن مظاہرے۔

کینیا میں مظاہرین پر پولیس فائرنگ۔

ریاض میں ڈینش کمپنی "ارلا" کا پلانٹ بند۔

دس لاکھ ستر ہزار ڈالر یومیہ نقصان۔

فرانسیسی پنیر کا بائیکاٹ۔

خاکے بنانے والوں کی معذرت قبول نہ کی جائے۔ حرمین طیبین کے علماء کا مطالبہ۔

کراچی سطح پر اہلسنّت و جماعت کی تنظیموں نے مضحکہ خاکوں کے خلاف احتجاج کے لئے لائحہ عمل کا اعلان کردیا۔

نظام مصطفیٰ پارٹی نے احتجاجی مظاہرہ کیا۔

مرکزی جمعیت علماء پاکستان کا احتجاجی مظاہرہ۔

۱۲فروری۲۰۰۶ء:۔

سعودی عرب میں ناروے کے سفیر نے معافی مانگ لی۔

بھارتی حکومت نے خاکوں کی مذمت کی ہے۔

ڈنمارک نے افغانستان سے اے ایس ایف کے دس ارکان کو واپس بلالیا۔

کینیڈا اور اسپین میں ہزاروں افراد کا پرامن احتجاج۔

فلسطین اور انڈونیشیا میں مزید مظاہرے۔

۱۳فروری۲۰۰۶ء:۔

توہین آمیز کارٹونوں کے خلاف تمام مسلمان متحد ہیں سب اس کی مذمت کرتے ہیں۔ صدر پرویز مشرف۔

پشاور میں ہزاروں طلبہ کی احتجاجی ریلی۔ ڈنمارک اور ناروے کے پرچم جلائے گئے۔

راولپنڈی میں تحفظ ناموس رسالت ریلی۔

۱۴فروری۲۰۰۶ء:۔

لاہور میں پرتشدد مظاہرے، فائرنگ، دکانیں نذر آتش، گاڑیاں نذر آتش، صوبائی اسمبلی کو نقصان پہنچا۔ دو مظاہرین ہلاک، پولیس اہلکار سمیت متعدد زخمی۔ حکومت اور اپوزیشن کے ارکان پارلیمنٹ کا اسلام آباد میں سفارتی علاقے تک احتجاجی مارچ۔

۱۵فروری۲۰۰۶ء:۔

پشاور کے احتجاجی مظاہرے میں ہنگامہ آرائی کے نتیجے میں تین افراد ہلاک۔

یورپی یونین نے ڈنمارک سے اظہار یکجہتی کیا اور خاکوں کے خلاف مسلم امہ کے مظاہروں کی مذمت کی ہے۔

توہین رسالت کے واقعات روکنے کے لئے اسلامی کانفرنس نے پاکستان کی تجاویز منظور کرلیں۔ وزیراعظم شوکت عزیز

۱۶فروری۲۰۰۶ء:۔

کراچی میں اہلسنّت و جماعت کی تنظیمات کی انتہائی شاندار اور پرامن ریلی۔ ایک لاکھ سے زائد افراد کی شرکت، تاجروں نے اظہار یکجہتی کے طور پر رضاکارانہ کاروبار بند کردیا۔ اتنی کثیر تعداد کے اجتماع میں ایک ماچس کی تیلی بھی نہیں جلائی گئی۔ شرکاء ریلی سے علماء اہلسنّت کا ولولہ انگیز، سنجیدہ اور فکری خطاب۔ او آئی سی کا اجلاس گنبد خضرا کے سامنے منعقد کرنے کا مطالبہ۔

۱۸فروری۲۰۰۶ء:۔

کراچی میں مکمل ہڑتال، اندرون سندھ ریلیاں اور احتجاجی مظاہرے

لندن میں دس ہزار افراد کا ٹریفلگار اسکوائر سے ہائیڈ پارک تک مارچ۔

یورپی ممالک توہین آمیز خاکے شائع کرنے والوں کو سزادیں۔ بل کلنٹن

لاس اینجلس میں پرامن احتجاجی ریلی۔

نیویارک میں احتجاج۔

اسلامی کانفرنس تنظیم نے ترکی، آذربائیجان، انڈونیشیا، سینگال اور پاکستانی سفیروں پر مشتمل کمیٹی کا قیام، اور مضحکہ خاکوں کا معاملہ جنرل اسمبلی میں اٹھانے کا عزم۔

اسلام آباد میں ڈنمارک کا سفارتخانہ بند، پاکستان نے کوپن ہیگن سے اپنا سفیر واپس بلالیا۔

۱۷ فروری ۲۰۰۶ء:۔

ایران میں ڈنمارک کے سفارتخانے کے سامنے مظاہرہ اور صلیب نذر آتش۔

۲۱ فروری ۲۰۰۶ء:۔

خاکوں کی اشاعت میں حکومتی کردار کی تحقیق کرائی جائے ڈنمارک کی اپوزیشن کا مطالبہ۔

ڈنمارک کے بارہ ملعون کارٹونسٹوں کو ملنے والی دھمکیوں پر ان کے تحفظ کے اقدامات۔

۲۲ فروری ۲۰۰۶ء:۔

نائیجیریا میں احتجاجی مظاہرہ میں تشدد کا استعمال، جس کے نتیجے میں عیسائیوں نے مسلمانوں کا قتل عام شروع کردیا۔

۲۳ فروری ۲۰۰۶ء:۔

خاکوں پر مسلمان دانشوروں کی کانفرنس بلائیں گے، ہوسکتا ہے کہ اقوام متحدہ کو تنازع طے کرنا پڑے۔حکومت ڈنمارک۔

برازیل میں کلیساؤں کی عالمی کونسل کے اجلاس میں خاکوں کی اشاعت پر اظہار مذمت۔

کراچی میں پاکستان پیپلز پارٹی کا احتجاجی مظاہرہ۔

مسلم کش فسادات میں نائیجیریا کے شہر اونیشیا میں مسلمان شہداء کی تعداد ۱۳۸ ہوگئی۔عیسائی نوجوانوں نے مسلمانوں کی لاشوں کو جلانا شروع کردیا ہے۔

۲۵ فروری ۲۰۰۶ء:۔

توہین آمیز خاکوں کا معاملہ اقوام متحدہ میں اٹھایا جائے گا۔صدر بش سے بھی بات کروں گا۔پرویز مشرف۔

نائیجیریا میں مسلم کش فسادات کے بعد لاشیں گلیوں میں پڑی ہیں۔ہزاروں مسلمانوں نے فوجی بیرکوں میں پناہ لے رکھی ہے جب کہ ہزاروں مسلمان اونیشیا شہر چھوڑ کر مسلم اکثریتی شہروں کی طرف چلے گئے ہیں۔

۲۶ فروری ۲۰۰۶ء:۔

متحدہ مجلس عمل کا لاہور میں احتجاج۔

کراچی میں احتجاجی ریلی

تحفظ ناموس رسالت کے نام سے مختلف تنظیموں کی شرکت (۶)

ناموس وحرمت رسول اور تاریخ

توہین رسالت کے مکروہ اور قبیح ترین جرم کی ایک اپنی تاریخ ہے۔جس کے سیاہ ابواب کا پہلا باب شیطان لعین نے حضرت آدم علیہ السلام کے لئے سجدہ تعظیمی کے حکم خداوندی کے موقع پر حکم عدولی سے رقم کیا۔بلا تمہید و تمثیل راقم عرض کرتا ہے کہ یہ حقیقت ہے، حضرت آدم صفی اللہ علیہ الصلوۃ والسلام کے وجود کی تخلیق کے بعد اللہ تعالیٰ کے حکم سے روح جسم آدم میں داخل ہوئی لیکن فوراً باہر آ گئی اور عدم استقرار کی وجہ ظلمت و تاریکی بیان کی کہ مجھے اندھیرے سے وحشت ہوتی ہے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ عزوجل نے روح پر یہ کرم فرمایا کہ اپنے پیارے محبوب مصطفیٰ کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کے پہلے ہی سے تخلیق کردہ (یعنی عالم پست و بالا سے قبل) نور مقدس کو حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی مبارکہ میں رکھا، نتیجے میں پیکر آدم داخلی و خارجی دونوں اعتبار سے روشن و منور ہوگیا، حکم ربی سے روح اندر داخل ہوئی اور قلب آدم کو اپنا مستقر بنایا۔رب ذوالجلال نے اپنے محبوب مکرم ﷺ کے نور مقدس کو حقیقتاً اور حضرت آدم علیہ السلام کو مجازاً تعظیما سجدہ کرانے کے لئے ملائکہ اور جنات کو حکم دیا (۷) سب ہی نے تعمیل کی، لیکن عزازیل جسے اپنی ذات پر ناز تھا اس نے تکبر و عناد کے باعث سجدہ نہیں کیا۔بارگاہ شاہ کونین ﷺ میں سب سے پہلی اہانت کی فرد جرم اللہ تعالیٰ نے ابلیس پر عائد کی اور مرحلہ اول میں اس پر سجی ہوئی دستار فضیلت کی جگہ طوق لعنت ڈال کر سزا بھی سنادی۔مرحلہ دوم میں اس کی انتہائی خوفناک سزا روز محشر سنائی جائے گی (۸)۔ازاں بعد مختلف ادوار گزرتے گزرتے توہین رسالت کے متعدد مقدمات سامنے آئے، توہین کرنے والے مجرموں کو یہ دھرتی زیادہ عرصہ اپنی چھاتی پر شاد رہنے کا موقع نہیں دیتی۔جو اپنے قلم و زبان کو آزادانہ استعمال کر کے محبوب خدا اور ان کے غلاموں کی اذیت کا باعث بنتے ہیں پھر ان کی آزادی سلب ہوجاتی ہے وہ پھر آزادانہ گھومتے پھرتے نہیں۔

ابولہب اور اس کے بیٹے کا جرم:۔

اللہ تعالیٰ کے حکم سے تبلیغ رسالت کا حق ادا کرنے کیلئے جب فاران کی چوٹیوں سے توحید کا نعرہ بلند فرمایا گیا، تو سننے والوں میں ماننے والے اور انکار کرنے والے سب تھے لیکن توہین کا جرم ابولہب نے کیا (۹)، اللہ تبارک وتعالیٰ نے فوراً گرفت فرمائی اور اس کی مذمت میں قرآن مجید میں ایک سورہ نازل فرمادی۔ابولہب اور اس کی بیوی دونوں اہانت کے مجرم تھے اللہ تعالیٰ نے دونوں کو سخت ترین سزا دی، نہایت بے بسی اور عبرتناک موت کے شکار ہوئے۔(۱۰)

ابولہب کے ایک بیٹے عتبہ نے رسول اللہ علیہ الصلوۃ والسلام کو اذیت دینے کی خاطر آپ کی صاحبزادی حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (جو حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے اعلان نبوت فرمانے سے قبل عتبہ کے نکاح میں تھیں) کو طلاق دے دی۔نبی کریم ﷺ کو بڑی اذیت ہوئی اور آپ نے فرمایا، "اے اللہ! تو اپنے شیروں میں سے ایک شیر عتبہ پر مسلط فرمادے۔" خود عتبہ بھی اس دعا کے کلمات سے پریشان ہوگیا اسے بھی اندازہ تھا کہ اس زبان اقدس سے جو نکلتا ہے پورا ہوجاتا ہے۔

وہ زباں جسے سب کن کی کنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

بس فیصلہ نافذ ہوگیا، ایک تجارتی قافلہ میں رات کے وقت قافلہ کے پڑاؤ کے موقع پر ایک اونچے مچان پر عتبہ کو آرام کرنے کا موقع دیا گیا۔ نصف شب گذرنے کے بعد صحرا میں جہاں شیر نہیں ہوتے اچانک ایک شیر آیا شرکاء قافلہ سو رہے تھے ایک ایک کو سونگھتا گیا اور پھر اونچے مچان پر چڑھ گیا عتبہ کو سونگھا اور پھر اسے چیر پھاڑ کر رکھ دیا۔ معلوم ہوا کہ گستاخ رسول میں بدبو پیدا ہو جاتی ہے اور گستاخ کے گوشت کو شیر جیسا درندہ بھی کھانا پسند نہیں کرتا۔(۱۱)

منافقوں کا سردار عبداللہ بن ابی اور صحابی بیٹے کا واقعہ:۔

شیخ الحدیث والتفسیر حافظ عماد الدین ابی الفداء اسماعیل بن کثیر دمشقی علیہ الرحمہ والرضوان سورہ منافقون کی درج ذیل آیت مقدسہ کے شان نزول کا تذکرہ کرتے ہیں آیت مقدسہ: يَقُوْلُوْنَ لَئِنْ رَّجَعْنَا اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ ط وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ (۱۲)

(ترجمہ) کہتے ہیں ہم مدینہ پھر کر گئے تو ضرور جو بڑی عزت والا ہے وہ اس میں سے نکال دے گا اسے جو نہایت ذلت والا ہے اور عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں ہی کے لئے ہے مگر منافقوں کو خبر نہیں۔(۱۳)

رسول کریم ﷺ غزوہ تبوک سے واپس تشریف لا رہے تھے تو رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی ابن سلول نے اپنے چند ساتھیوں میں بیٹھ کر حضور رحمۃ اللعالمین ﷺ کی شان اقدس میں گستاخانہ کلمات کہنے کی جسارت کی، تو ایک طرف اللہ تعالیٰ نے آیت مقدسہ نازل فرما کر منافق کی مذمت فرمائی، دوسری طرف یہ ہوا، کہ اس منافق کے بیٹے (حضرت عبداللہ جو مسلمان ہو گئے تھے اور جماعت صحابہ (رضوان اللہ عنہم اجمعین) میں شامل تھے) اپنے باپ کی گردن پر تلوار رکھ دی اور کہا کہ تو اقرار کر کہ تو خود ذلیل ہے اور اللہ اور اس کا رسول عزت والے ہیں، ورنہ میں تجھے قتل کرتا ہوں دوسری روایت میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قتل کی اجازت نہیں دی ورنہ وہ اپنے باپ کا سر قلم کر کے حضور کی خدمت میں پیش کر دیتے (۱۴)۔ قرآن کریم کی آیت مقدسہ اور متذکرہ ایمان افروز واقعہ سے یہ معلوم ہوا، کہ خلوت وجلوت اور صراحتاً و کنایتاً و اشارتاً توہین رسالت کا جرم خواہ کسی انداز اور کسی بھی مجلس میں ہو یا گوشۂ تنہائی میں ہو، وہ مجرم مستحق قتل ہے۔

مزید واقعات:۔

غلامان مصطفیٰ میں سب سے پہلے اپنی جان کا نذرانہ پیش کرنے والی خاتون حضرت سمیہ (والدہ حضرت عمار بن یاسر) رضی اللہ عنہما اور حضرت حارث بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ سے لے کر آج تک سینکڑوں یا ہزاروں ایسے غازیوں اور شہیدوں کے واقعات سے تاریخ بھری ہوئی ہے کہ جنھوں نے اپنے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عزت و ناموس پر اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر دیا۔ نبی کریم ﷺ نے اپنی ظاہری حیات مبارکہ میں بعض گستاخوں کو عبرتناک انجام سے دوچار کرنے کے لئے قتل کے فیصلے جاری فرمائے جو غلاموں کے لئے لائق تقلید بھی ہیں۔ اس وقت سے لے کر آج تک چند معروف مقدمات تاریخ کے آئینے میں قارئین کے مطالعہ کے لئے پیش ہیں۔

عبداللہ بن خنظل، گستاخ رسول:۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے دن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مکہ مکرمہ میں تشریف فرما تھے، کسی نے حضور سے عرض کی، یا رسول اللہ (ﷺ) آپ کی شان اقدس میں توہین کرنے والا عبداللہ بن خنظل کعبہ کے پردوں سے لپٹا ہوا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا "اقتلوہ" اسے قتل کر دو۔ یہ عبداللہ بن خنظل، نبی مکرم، نور مجسم ﷺ کی ہجو میں اشعار کہہ کر حضور کی شان اقدس میں توہین و تنقیص کیا کرتا تھا اس نے دو گانے والی (مغنیائیں) رکھی ہوئی تھیں تا کہ وہ اس کے اشعار گایا کریں۔ عبداللہ بن خنظل کو غلاف کعبہ سے باہر نکال کر باندھا گیا اور مطاف میں (مقام ابراہیم اور چاہ زم زم کے درمیان) اس کی گردن ماری گئی۔(۱۵)

گستاخ کعب بن اشرف کا قتل:۔

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار ختم المرتبت ﷺ نے صحابہ سے فرمایا، "تم میں سے کعب بن اشرف کی خبر کون لے گا؟ اس نے اللہ اور اس کے رسول کو اذیت دی ہے" ۔ محمد بن مسلمہ انصاری رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا کہ آپ اجازت عطا فرمائیں تو میں اسے قتل کر دوں، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا! ہاں۔ انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے اپنی مرضی سے یہ کام کرنے کی اجازت دیجئے آپ ﷺ نے فرمایا، اجازت ہے۔ کعب بن اشرف یہودی سردار تھا۔ اسلام اور بانی اسلام کا سخت ترین دشمن تھا۔ حضرت محمد بن مسلمہ انصاری رضی اللہ عنہ، کعب بن اشرف کے پاس پہنچے اور کہا" کہ کچھ قرض کا انتظام کروا دو، ایک وسق یا دو وسق غلہ یا کھجور بطور قرض درکار ہے"۔ کعب نے کہا، "انتظام تو ہو جائے گا لیکن بدلہ میں تمہیں کچھ رہن رکھنا ہوگا"۔ انھوں نے کہا: " کیا چیز بطور رہن رکھیں"۔ کعب نے کہا: "اپنی عورتوں کو گروی رکھو" حضرت محمد بن مسلمہ انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا: "واہ تم سارے عرب میں بہت خوبصورت ہو کہ تمہارے پاس اپنی عورتیں گروی رکھیں"۔ کعب نے پھر کہا: "اچھا اپنے بیٹوں کو گروی رکھواؤ"۔ جس پر انصاری صحابی بولے: "وسق دو وسق (یہ وزن کے لئے پیمانہ ہے) کے لئے بیٹوں کو گروی رکھنا باعث شرم ہے لوگ تمام عمر طعنے دیں گے، ہم تمہارے پاس اپنے ہتھیار گروی رکھتے ہیں"۔ پھر انصاری صحابی رات میں آنے کا کہہ کر چلے گئے جب رات کو آئے تو ابو نایلہ کو (جو کعب کے برادر رضاعی تھے) ساتھ لائے۔ کعب نے انھیں قلعہ کے پاس بلا لیا اور خود قلعہ سے نیچے اتر کر ان سے ملا، وہ سر سے چادر اوڑھے ہوئے تھا وہ خوش تھا کہ مسلمانوں کا اسلحہ اس کے پاس گروی ہو جائے گا محمد بن مسلمہ نے کہا" کہ کعب تیرے بدن سے ایسی خوشبو آ رہی ہے جو میں نے کبھی نہیں سونگھی" تو کعب نے کہا: "میرے یہاں عرب کی ایسی عورت ہے جو سب سے زیادہ معطر رہتی ہے اور حسن و جمال میں اس کی کوئی مثال نہیں ہے"۔ انصاری صحابی نے کہا: " کیا میں تمہارا سر سونگھ لوں"۔ کعب نے اجازت دی، انصاری صحابی نے سر سونگھا اور اپنے ساتھیوں کو سونگھایا۔ پھر کہا ایک مرتبہ اور، اس نے کہا، "اچھا"۔ اس مرتبہ محمد بن مسلمہ نے کعب کا سر زور سے تھام لیا اور ساتھیوں سے کہا کہ اس کا سر لے لو۔ اور انھوں نے اس کا کام تمام کر دیا۔ پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں آئے اور آپ کو اس کی خبر دی۔(۱٦)

دو گستاخ عورتیں:۔

(۱) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ قبیلہ "خطمہ" کی ایک عورت نے حضور اکرم ﷺ کی ہجو کی۔ آپ نے فرمایا:" کون ہے جو میرے لئے اس کو ٹھکانے لگائے گا"اسی قبیلہ کا ایک شخص کھڑا ہوا اور قتل کی اجازت لے کر گیا اور اس عورت کو قتل کر دیا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:"اس کو خون مباح ہے"۔(۱۷)

(۲) ایک بدبخت عورت حضور رحمۃ للعالمین ﷺ کو (معاذ اللہ) گالیاں دیتی تھی، رسول اللہ ﷺ کے حکم سے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اس کا مونھ ہمیشہ کے لئے بند کر دیا۔(۱۸)

بیٹا عاشق رسول تو باپ گستاخ رسول:۔

حضرت امام حافظ الحدیث عبدالباقی بن قانع بن مرزوق علیہ الرحمہ روایت کرتے ہیں، ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا، یارسول اللہ!" میں نے اپنے باپ کو آپ کی شان میں گستاخی کرتے ہوئے سنا تو میں نے اپنے باپ کو قتل کر دیا"۔ نبی کریم ﷺ نے اپنے اس عاشق صادق سے کوئی باز پرس نہیں فرمائی۔(۱۹)

رسول اکرم ﷺ کے قول کو جھٹلانے والا گستاخ:۔

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کی تکذیب کی، تو آپ ﷺ نے حضرت علی اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما سے فرمایا:" جاؤ اور اسے قتل کر دو"۔(۲۰)

صحابی کی بیوی گستاخ رسول:۔

عکرمہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ ایک نابینا صحابی کی ام ولد تھی جو نبی کریم ﷺ کو سب وشتم کیا کرتی اور بدگوئی کرتی تھی۔ مولیٰ منع کرتا مگر باز نہ آتی۔ ڈانٹ ڈپٹ کرتا تب بھی نہ رکتی۔ ایک رات اس نے نبی کریم ﷺ کی بدگوئی کی اور سب وشتم کرتی رہی۔ پس صحابی نے خنجر لے کر اس کے پیٹ پر رکھا اور دباؤ ڈال کر اسے قتل کر دیا۔ چنانچہ اس کی دونوں ٹانگوں کے درمیان سے بچہ بھی برآمد ہوا جس سے وہ خون میں لت پت ہو گئی۔ صبح کے وقت نبی کریم ﷺ سے اس بات کا ذکر ہوا تو آپ نے لوگوں کو جمع کر کے فرمایا میں ایسا کرنے والے کو اللہ کی قسم دیتا ہوں اور اپنے حق کی جو میرا اس پر ہے کہ وہ کھڑا ہو جائے۔ پس نابینا صحابی کھڑے ہوئے لوگوں کو پھاندتے ہوئے اور لرزتے ہوئے آگے بڑھے یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ کے سامنے جا بیٹھے۔ عرض گزار ہوئے کہ یارسول اللہ ﷺ! میں اس کا مالک تھا وہ آپ کو سب وشتم کرتی اور ہجو کیا کرتی تھی۔ ڈانٹ ڈپٹ کرتا تب بھی نہ رکتی۔ میرے اس سے دو بیٹے ہیں موتی جیسے اور وہ میری غمخوار تھی۔ گذشتہ رات جب وہ آپ کو سب وشتم کرنے لگی اور ہجو گوئی کی تو میں نے خنجر لے کر اس کے پیٹ پر رکھ دیا اور اس پر دباؤ ڈال کر قتل کر دیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لوگو گواہ رہنا کہ اس کا خون رائیگاں گیا۔(۲۱)

گستاخ یہودی عورت:۔

شعبی نے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت کی ہے کہ ایک یہودی عورت نبی کریم ﷺ کو سب وشتم کرتی اور آپ کی ہجو کیا کرتی۔ ایک شخص نے اس کا گلا گھونٹ دیا۔ یہاں تک کہ وہ مرگئی۔ پس رسول اللہ ﷺ نے اس کے خون کو باطل قرار دیا۔(۲۲)

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا گستاخوں کے لئے جارحانہ اقدام:۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ رسول اللہ منتخب ہوئے تو چاروں طرف یورشوں اور بغاوتوں کے فتنے پھیلے ہوئے تھے۔ مرتدین (منکرین زکوۃ) کذاب مدعیان نبوت ایک یا دو نہیں بیک وقت چار سے مقابلہ پیش ہوا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم نے مشورہ دیا کہ "ہماری عسکری قوت ایک وقت میں چاروں طرف مقابلہ کی صورت میں تقسیم ہو جائے گی تو اسلامی افواج کمزور پڑ سکتی ہیں ایک ایک کر کے اگر دشمن کا مقابلہ کریں گے تو ٹھیک ہوگا"۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جواباً فرمایا:" میں اپنے آقا سے ہمسری وبرابری کا دعوی کرنے والے کذاب مدعیان کو زندہ نہیں دیکھنا چاہتا"۔(۲۳)

اپنی ذات کو تنقید کا نشانہ بنانے والے انتہائی گستاخ شخص کے سامنے مثالی تحمل اور تدبر کا ایسا مظاہرہ فرمایا ہے کہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ واقعی فرمانروائی کی اس مسند پر بیٹھنے کے لائق تھے جسے "منبر رسول" کہتے ہیں۔

حضرت ابوبردہ اسلمی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:۔ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس تھا کہ وہ ایک آدمی پر بڑے ناراض ہوئے اور اسے خوب جھڑکا۔ میں عرض گزار ہوا کہا اے خلیفہ رسول اللہ کیا آپ مجھے اجازت دیتے ہیں کہ اس کی گردن اڑا دوں؟ راوی کا بیان ہے کہ میری بات سے ان کا غصہ جاتا رہا چنانچہ کھڑے ہوئے اور اندر تشریف لے گئے۔ پس مجھے بلا بھیجا اور فرمایا کہ آپ نے ابھی کیا کہا تھا؟ عرض کی میں عرض گزار ہوا تھا کہ اجازت ہو تو اس کی گردن اڑا دوں؟ فرمایا میں حکم دیتا تو کیا تم ایسا کر گزرتے؟ میں نے کہا ہاں فرمایا نہیں، خدا کی قسم اب محمد مصطفیٰ ﷺ کے بعد یہ کسی انسان کو حق حاصل نہیں ہے۔(۲۴)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور گستاخ رسول:۔

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو فاروق کا لقب جس دن بارگاہ شاہ کونین ﷺ سے عطا ہوا، اس دن انھوں نے ایمان وکفر کا امتیاز اپنے کردار سے واضح کیا تھا ایک گستاخ رسول کو واصل جہنم کیا، اللہ تعالیٰ جل جلالہ کو یہ ادائے فاروقی پسند آئی اور قرآن مجید کی درج ذیل آیات نازل ہوگئیں۔

آیات مقدسہ:۔

اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ یَزْعُمُوْنَ اَنَّھُمْ اٰمَنُوْا بِمَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَا اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَحَاکَمُوْا اِلَی الطَّاغُوْتِ وَ قَدْ اُمِرُوْا اَنْ یَّکْفُرُوْا بِہٖ وَ یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّضِلَّھُمْ ضَلٰلًا بَعِیْدًا وَاِذَا قِیْلَ لَھُمْ تَعَالَوْا اِلٰی مَا اَنْزَلَ اللّٰہُ وَاِلَی الرَّسُوْلِ رَاَیْتَ الْمُنٰفِقِیْنَ یَصُدُّوْنَ عَنْکَ صُدُوْدًا(۲۵)

(ترجمہ) کیا تم نے انھیں نہ دیکھا جن کا دعوی ہے کہ وہ ایمان لائے اس پر جو تمہاری طرف اترا، اور اس پر جو تم سے پہلے اترا، پھر چاہتے ہیں کہ شیطان کو اپنا پنچ (منصف) بنائیں اور ان کو تو حکم یہ تھا کہ اسے اصلاً نہ مانیں اور ابلیس یہ چاہتا ہے کہ انھیں دور بہکا دے۔ اور جب ان سے کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ کی اتاری ہوئی کتاب اور رسول کی

طرف آؤ تو تم دیکھو گے کہ منافق تم سے منہ موڑ کر پھر جاتے ہیں۔(۲۶)

ایک بظاہر مسلمان لیکن درحقیقت منافق جس کا نام بشر تھا، اس کا جھگڑا یہودی سے ہو گیا، یہودی نے کہا کہ چلو تمہارے نبی کے پاس اس کا فیصلہ کرائیں تو منافق بولا کہ کعب بن اشرف (یہودی عالم) سے فیصلہ کرائیں یہودی نے تعجب سے کہا کہ اپنے نبی سے فیصلہ کرانے میں کتراتا ہے تو کیسا مسلمان ہے؟ تو منافق شرمندہ ہو کر چاروناچار راضی ہو گیا۔ رسول اکرم ﷺ نے مقدمہ ساعت فرما کر فیصلہ یہودی کے حق میں کر دیا جسے (منافق) بشر نے نہیں مانا، کہنے لگا، چلو یہ فیصلہ حضرت ابوبکر سے کرائیں حضرت ابوبکر نے دونوں کے بیانات سن کر فیصلہ یہودی کے حق میں کر دیا، بشر نے پھر بھی نہیں مانا، اس نے خیال کیا کہ اگر حضرت عمر کے پاس ہم دونوں جائیں تو حضرت عمر غیر مسلموں پر نہایت سخت ہیں، یقیناً وہ یہودی کے خلاف اور میرے حق میں فیصلہ کریں گے۔ چنانچہ بشر نے کہا کہ میری تسلی کسی کے فیصلہ سے نہیں ہو رہی، لہذا ہم دونوں حضرت عمر کے پاس چلتے ہیں۔ دونوں حضرت عمر کے پاس پہنچے، یہودی نے مقدمہ سنانے سے پہلے ہی کہا کہ عمر! آپ کے پاس آنے سے قبل ہم دونوں رسول اکرم ﷺ اور حضرت ابوبکر دونوں کے پاس جا کر فیصلے کرا چکے ہیں اور دونوں نے میرے حق میں فیصلہ دیا ہے۔ مگر یہ بشر نہیں مانتا کہتا ہے میری تسلی نہیں ہوتی یہ مجھے آپ کے پاس لے کر آیا ہے۔ حضرت عمر ؓ نے بشر سے پوچھا کہ یہ یہودی ٹھیک کہتا ہے، تو بشر نے تصدیق کی، ہاں یہی بات ہے۔ حضرت عمر ؓ نے فرمایا تم دونوں یہاں ٹھہرو، میں گھر میں ہو کر آتا ہوں پھر فیصلہ کرتا ہوں حضرت عمر گھر کے اندر تشریف لے گئے جب آئے تو ہاتھ میں شمشیر برہنہ تھی، آتے ہی منافق بشر کی گردن اڑا دی اور فرمایا کہ جو رسول اللہ ﷺ کے فیصلے اور حضرت ابوبکر صدیق کے عدل سے مطمئن و راضی نہیں اس کے لئے عمر کی تلوار یہ فیصلہ کرتی ہے۔ اسی وقت حضرت جبرئیل امین علیہ السلام بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ عمر ؓ حق اور باطل میں فرق کرنے والے ہیں اور متذکرہ آیات نازل ہوئیں۔(۲۷)

سیدنا عمر فاروق ؓ کا قول ہے:

"جس نے اللہ کو یا اس کے کسی نبی کو گالی دی اسے قتل کر دو"۔(۲۸)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ایک راہب نے رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کی، مجھے پتہ چلا تو میں نے کہا تم نے اسے قتل کیوں نہ کیا اگر میں وہاں ہوتا تو اسے زندہ نہ چھوڑتا۔(۲۹)

حضرت عمر بن عبدالعزیز کی رائے:۔

خلیفہ راشد اور پہلی صدی کے مجدد برحق حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز ؓ کو گورنر کوفہ نے لکھا، "ایک شخص نے آپ کو گالی دی ہے تو کیا وہ واجب القتل ہے؟" امیر المؤمنین حضرت عمر بن عبدالعزیز ؓ نے جواب میں لکھا، "اس کی سزا موت نہیں کیوں کہ صرف شاتم رسول ہی شریعت کی رو سے واجب القتل ہے"۔(۳۰)

عباسی دور حکومت اور امام مالک:۔

ایک مرتبہ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ہارون رشید نے سوال کیا کہ "ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی شان اقدس میں سب وشتم کرتا ہے تو کیا اسے درے لگائے جائیں؟" حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ناراضگی سے جواب میں فرمایا: "اے امیر المؤمنین! حضور ﷺ کو گالی دینے والے کو قتل کئے بغیر یہ امت زندہ کیسے رہے گی؟ جو انبیاء علیہم السلام اجمعین کی شان میں گستاخی کرے اسے قتل کیا جائے گا اور جو اصحاب رسول کو گالی دے اسے درے مارے جائیں۔

قاضیان اندلس کے اہم فیصلے

گستاخوں کا قتل اور نشانیوں کا ظہور:۔

(۱) ابن حاتم طلیطلی نے ایک مناظرے کے دوران رسول اکرم ﷺ کو یتیم اور علی کا خسر (ختن علی) کہا تھا اور اس خیال کا اظہار کیا کہ آپ کا زہد اختیاری نہیں تھا اگر آپ کو دنیا کی نعمتیں میسر ہوتیں تو آپ کبھی سادہ زندگی نہیں گذارتے"۔

فقہائے اندلس نے بالاتفاق ابن حاتم کے قتل اور سولی دینے کا فتوی جاری کیا۔ پھر اسے قتل کر کے سولی پر لٹکایا گیا۔

(۲) اندلس میں ابراہیم فزاری نام کا ایک ادیب وشاعر تھا، وہ اپنے اشعار میں انبیاء کرام اور خصوصا رسول اللہ ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کا مرتکب پایا گیا۔ اس وقت کے متبحر عالم وفاضل ومحدث حضرت امام قاضی یحیٰ بن عمر قدس سرہ کی عدالت میں گستاخ رسول شاعر لایا گیا، اس وقت عدالت میں بہت سے نامور اور معروف فقہاء موجود تھے، قاضی یحیٰ بن عمر نے اس کی پھانسی اور قتل کا حکم دیا۔ چنانچہ اسے پھانسی پر لٹکا دیا گیا، جب پھانسی کی لکڑی ہٹائی گئی تو وہ لکڑی خود بخود چکر کھانے لگی جب اس کا چہرہ قبلہ کی طرف سے پھر گیا تو لکڑی ٹھہر گئی لوگوں نے اس واقعہ کو اللہ کی نشانی سمجھ کر بلند آواز سے تکبیر کہی۔ اس کے بعد ایک کتا آیا اور گستاخ شاعر مقتول ابراہیم کا خون چاٹنے لگا۔ حضرت یحیٰ بن عمر علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ میری توجہ رسول اکرم ﷺ کی حدیث شریف کی طرف گئی کہ "کتا مسلمان کا خون نہیں پیتا"(۳۱)

برصغیر میں تحریک تحفظ ناموس رسالت ﷺ

برصغیر پاک وہند میں برطانوی دور استعمار سے قبل، حتی کہ مغل شہنشاہ اکبر کے سیکولر دور میں بھی شاتم رسول ﷺ کو سزائے موت دی گئی۔ لیکن جب اس ملک پر سازشوں کے ذریعے انگریزوں کا غاصبانہ قبضہ ہو گیا تو انہوں نے توہین رسالت ﷺ کے اس قانون کو یکسر موقوف کر دیا۔ پھر انگریز حکومت ہی کی شہ پر جب ہندوؤں، آریہ سماجیوں اور مہاسبھائیوں نے مسلمانوں کی دل آزاری کرتے ہوئے پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ کی ذات گرامی قدر پر حملے کرنے شروع کر دیئے تو مسلمانوں نے شاتمان رسول ﷺ کو قتل کر کے اقرار جرم کرتے ہوئے دارورسن کی روایت کو از سر نو زندہ کیا۔

(۱) غازی محمد منیر شہید اور گستاخ رسول:۔

غازی محمد منیر شہید موضع موگہ ضلع فیروز پور (بھارتی پنجاب) کے وٹرنری اسپتال میں بلحاظ پیشہ چپراسی تھے، جذبہ عشق رسول ﷺ سے سرشار ایک موقع پر تحفظ ناموس نبی (ﷺ) کے لئے آگے بڑھے اور جان پر کھیل گئے۔ شاتم رسول کو واصل فی النار کرنے کے بعد عدالتی فیصلے کی رو سے انہیں سزائے موت کا مستحق گردانا گیا۔ وہ جام شہادت کے متمنی تھے اور سردار لٹک کر لافانی نسخہ حیات بتلا گئے۔ دنیائے صحافت میں شہید موصوف کا تعارف غالباً کیپٹن ممتاز ملک صاحب کے ایک مضمون بعنوان "

نوجوانانِ اسلام کی حرمت وشان" سے ہوا۔

(۲) غازی خدابخش کا راج پال پر پہلا قاتلانہ حملہ:۔

۲۴ ستمبر ۱۹۲۷ء کو "رنگیلا رسول" نامی کتاب چھاپنے والا ملعون راج پال اپنی دکان پر موجود کاروبار میں مشغول تھا، ایک مردِ مجاہد خدابخش اکوجھانے، جو لاہور کا رہنے والا تھا اور جس کا معروف کشمیری خاندان سے تعلق تھا، اس خبیث پر تیز دھار چاقو سے حملہ کر کے اسے مضروب کر دیا، لیکن اس بدبخت نے اس وقت بھاگ کر اپنی جان بچالی۔ غازی خدابخش کو زیر دفعہ ۳۰۷ الف تعزیرات ہند گرفتار کر کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہور سی۔ ایم۔ بی۔ اوگلوی کی عدالت میں مقدمہ کی سماعت شروع ہوئی۔ غازی خدابخش نے اپنی طرف سے وکیل صفائی مقرر کرنے سے انکار کر دیا۔ راج پال مستغیث نے عدالت میں بیان دیتے ہوئے کہا: "مجھ پر یہ حملہ "کتاب" کی اشاعت اور مسلمانوں کے ایجی ٹیشن کی وجہ سے کیا گیا ہے اور مجھے خطرہ ہے کہ ملزم خدا بخش اب بھی مجھے جان سے ماردے گا۔ حملہ کے وقت ملزم چلایا تھا: کافر کے بچے، آج تو میرے ہاتھ آیا ہے، میں تجھے زندہ نہیں چھوڑوں گا"۔ عدالت کے استفسار پر اس مردِ غازی نے گرج دار آواز میں کہا: "میں مسلمان ہوں، ناموسِ رسالت کا تحفظ میرا فرض ہے۔ میں اپنے آقا کی توہین ہرگز برداشت نہیں کر سکتا"۔ پھر راج پال کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: "اس نے میرے رسول کی شان میں گستاخی کی تھی، اس لئے میں نے اس پر قاتلانہ حملہ کیا لیکن یہ کم بخت اس وقت میرے ہاتھ سے بچ نکلا"۔

اقرارِ جرم کے بعد غازی خدابخش کو سات سال قید سخت، جس میں تین ماہ قید تنہائی شامل تھی، کی سزا سنائی گئی اور میعاد قید کے اختتام پر پانچ پانچ ہزار کی تین ضمانتیں حفظ امن کے لئے داخل کرنے کا حکم دیا گیا۔

(۳) غازی عبدالعزیز اور راج پال:۔

اس واقعہ کے چند دن بعد ایک اور مردِ غازی عبدالعزیز نے، جو افغانستان سے اپنے سینہ میں اس دشمن اسلام راج پال کے خلاف غیظ وغضب کی آگ لے کر لاہور پہنچا تھا، ۱۹ اکتوبر ۱۹۲۷ء کی شام راج پال کی دکان پر آیا۔ اتفاقاً اس وقت راج پال کا ایک یار سوامی ستیانند بیٹھا تھا، جسے غازی عبدالعزیز نے شاتم رسول سمجھ کر چاقو سے حملہ کر کے اسے زخمی کر دیا، لیکن پولیس نے جائے واردات پر پہنچ کر غازی عبدالعزیز کو گرفتار کر لیا۔ اسی ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اوگلوی نے سرسری سماعت کے بعد ۱۲ اکتوبر ۱۹۲۷ء کو اس مردِ مجاہد کو بھی وہی سزا دی جو غازی خدا بخش کو دی گئی تھی، جسے بھگت کر یہ دونوں مردانِ غازی جیل سے سرخرو ہو کر نکلے۔

(۴) غازی علم دین شہید اور راج پال:۔

علم دین ایک محنت کش نجار "بڑھئی" کا بیٹا تھا علم الدین نے قرآن مجید کی ابتدائی تعلیم اپنے محلّہ کی مسجد میں حاصل کی جو اس زمانہ میں بازار سرفروشاں کے نام سے مشہور تھا۔ جب یہ بچہ ذرا بڑا ہوا تو باپ نے جلدی اسے اپنے ساتھ کام پر لگا لیا، جس میں اس نے بڑی جلدی مہارت حاصل کر لی۔ علم دین کا ایک بچپن کا ساتھی عبدالرشید تھا جسے سب پیار سے "شیدا" کے نام سے پکارتے تھے۔ شیدا کے والد کی دکان مسجد وزیر خاں کے سامنے واقع تھی۔ ایک دن دونوں دوست گھر سے شام کے وقت جب مسجد وزیر خاں پہنچے تو وہاں ایک جلسہ عام میں شیطان طینت راج پال کے خلاف تقریریں ہو رہی تھیں، جس میں یہ اعلان ہو رہا تھا کہ مسلمان اپنی جانیں قربان کر دیں گے لیکن اس مردود راج پال کو زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ یہ تقریریں کر دونوں دوست تڑپ اٹھے۔ گھر آ کر علم دین نے اپنے والد طالع مند سے پوچھا: "کیا کوئی شخص جو ہمارے نبی ﷺ کی شان میں گستاخی کرے زندہ رہ سکتا ہے؟" باپ نے جواب دیا: "بیٹا مسلمان اسے زندہ نہیں چھوڑیں گے"۔ "کیا اسے مارنے والے کو سزا ملے گی؟" علم دین نے باپ سے دریافت کیا۔ "ہاں بیٹا! یہاں گوروں کے قانون کے مطابق اس کو پھانسی کی سزا ملے گی" باپ نے جواب دیا۔ لیکن یہ سوال سن کر بڑھئی فکر مند ضرور ہوا ہو گا کہ اس کا بیٹا آج ایسی باتیں کیوں کر رہا ہے۔

اسی رات علم دین نے دیکھا کہ خواب میں ایک بزرگ نمودار ہوئے ہیں اور اس سے کہہ رہے ہیں: "علم دین دشمن نے تمہارے نبی ﷺ کی شان میں گستاخی کی ہے، تم ابھی تک سو رہے ہو۔ اٹھو اور جلدی کرو"۔ یہ خواب دیکھ کر وہ فدائی رسول ﷺ فوراً اٹھ بیٹھا اور اپنے اوزار لے کر صبح سویرے اپنے دوست شیدا کے گھر پہنچ گیا اور وہاں سے دونوں دوست بھاٹی دروازے کے سامنے والے کھلے میدان میں جا پہنچے۔ علم الدین نے وہاں رازدارانہ طریقہ سے اپنے دوست "شیدے" کو رات والا خواب سنایا تو اس کی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی کیوں کہ اس نے بھی گزشتہ رات یہی خواب دیکھا تھا۔ اب دونوں دوستوں میں تکرار ہونے لگی۔ دونوں کا اصرار تھا کہ اس موذی کو مارنے کے لئے اسے بشارت ہوئی ہے۔ آخر طے پایا کہ قرعہ ڈالا جائے۔ اس میں جس کا نام آئے وہی اس کام کو سرانجام دے گا۔ تین بار قرعہ ڈالا گیا اور ہر بار قرعہ فال بڑھئی کے خوش نصیب فرزند علم دین کے نام نکلا، جس پر اس کا چہرہ خوشی سے چمک اٹھا۔ شیدا کو اپنے اس دوست کی خوش بختی پر رشک آیا۔ اس نے علم دین کو اس کامیابی پر مبارک باد دی، جس کے بعد دونوں دوست ایک دوسرے سے جدا ہو گئے۔ وہاں سے علم دین سیدھے گھر پہنچے کیوں کہ اس نیک فال کے بعد ان کا جی کسی اور کام کی طرف مائل ہی نہیں ہوا۔ وہ گھر آ کر کچھ دیر کے لئے لیٹ گئے تو ذرا دیر کے لئے ان کی آنکھ لگ گئی۔ کیا دیکھتے ہیں کہ وہی بزرگ دوبارہ نمودار ہو کر ان سے کہہ رہے ہیں:

"علم دین یہ وقت سونے کا نہیں بلکہ جس کام کے لئے تمہیں چن لیا گیا ہے، اس کی تکمیل کے لئے فوری پہنچو ورنہ بازی کوئی اور لے جائے گا"۔ جس پر وہ ایک بار پھر اپنے دوست شیدا کے پاس الوداعی ملاقات کے لئے پہنچے۔ اسے اپنی کچھ چیزیں بطور یادگار دیں اور دوبارہ گھر پہنچ کر انہوں نے اپنے منصوبہ کی تکمیل کا پروگرام اپنے ذہن میں مرتب کر لیا اور گھر میں کسی سے اس بارے میں کوئی بات نہیں کی، اس ڈر سے کہ کہیں خون اور قرابت کے رشتے اس راہ میں حائل نہ ہو جائیں۔ اس دن انہوں نے غسل کیا۔ سرخ دھاری دار قمیص اور سفید شلوار پہنی۔ سر پر پگڑی باندھی۔ صاف اور سجل لباس پر خوشبو لگائی۔ اس سے قبل انہوں نے اپنی ماں سے میٹھے چاول کی فرمائش کی تھی، جسے باپ بیٹے نے مل کر تناول کیا۔ باپ کے کسی کام پر جانے کے بعد علم دین نے اپنی معصوم بھتیجی کے ماتھے کو سوتے میں بڑے پیار سے چوما اور اپنی بھابھی سے کچھ پیسے لے کر اس سج دھج سے خوشی خوشی اپنی مہم پر روانہ ہو گئے مگر کسی کے ذہن میں یہ بات نہ آئی کہ علم دین نے آج کے دن یہ سارا اہتمام کیوں کیا ہے۔ گھر سے گمٹی بازار

پہنچ کر وہاں آتما رام کباڑیے کی دکان سے ایک روپیہ میں ایک لمبا چاقو خریدا اور اسے اپنی شلوار کے نیفے میں رکھ لیا۔ پھر وہ سیدھے دوپہر کے وقت انارکلی ہسپتال روڈ پر راج پال کی دکان کے سامنے والی ٹال پر پہنچے۔ اس وقت تک راج پال لعین اپنی دکان پر نہیں آیا تھا کیوں کہ اس دن یعنی ۶ ستمبر ۱۹۲۹ء کو وہ ہردوار سے لاہور پہنچا تھا۔ ۲ بجے دن دکان پر پہنچ کر سب سے پہلے اس نے پولیس کو اپنی آمد کی اطلاع دی تاکہ وہ حسب سابق اس کے لئے گارڈ کا انتظام کرے۔ اسے خبر نہ تھی کہ موت کا فرشتہ کب سے اس کی گھات میں بیٹھا ہوا ہے۔ جوں ہی ٹال والے جوان نے علم دین کو بتلایا کہ وہ منحوس دکان کے اندر داخل ہوا ہے تو وہ اپنے شکار کے تعاقب میں دکان کے اندر پہنچ گئے اور اسے دیکھتے ہی ان کی آنکھوں میں خون اتر آیا۔ اس کے ساتھ ہی ان کے اندر کی عقاب روح بیدار ہوئی اور انہیں اپنی منزل آسمانوں میں نظر آنے لگی۔ چیتے کی سی پھرتی کے ساتھ جھپٹ کر علم دین نے راج پال خبیث کے سینے میں چاقو پیوست کر دیا، جو اس کے دل کو چیرتا ہوا نکل گیا۔ یہ ضرب ایسی کاری ثابت ہوئی کہ وہ مردود زخموں کی تاب نہ لاکر اوندھے منہ زمین پر گر پڑا اور وہیں اس نے دم توڑ دیا۔ اس طرح اس بدبخت کو کیفر کردار پر پہنچانے کے بعد غازی علم دین جب دکان سے باہر نکلے تو مقتول کے ملازمین نے "مار دیا۔ مار دیا" کا شور مچانا شروع کر دیا، جس پر قریب کے ایک ہندو دکاندار سیتارام کے لڑکے اور اس کے ساتھیوں نے آکر پیچھے سے نوجوان غازی کو پکڑ لیا، جس پر علم دین نے مستانہ وار رقص کرتے ہوئے کہا: "آج میں نے اپنے رسول ﷺ کا بدلہ لے لیا"۔ آج میں نے اپنے رسول ﷺ کا بدلہ لے لیا"۔ اس عرصہ میں پولیس بھی جائے واردات پر پہنچ گئی، جس نے غازی علم دین کو گرفتار کر لیا۔ اس

کے بعد لاہور میں فرقہ وارانہ کشیدگی نے نہایت سنگین صورت اختیار کر لی۔ دوران تفتیش علم دین کے والد کو بھی گرفتار کر لیا گیا لیکن بعد میں انہیں چھوڑ دیا گیا۔ بالآخر ۱۰ اپریل ۱۹۲۹ء کو مسٹر لوئیس ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہور کی عدالت میں علم دین کے خلاف زیر دفعہ ۳۰۲ تعزیرات ہند مقدمہ قتل کی کاروائی شروع ہوئی۔ مقدمہ کی سماعت کے دوران علم دین کے چہرے پر معصوم مسکراہٹ کھیلتی رہی۔ شہادت قلم بند ہونے کے بعد سرسری بحث کے بعد مقدمہ سیشن کے سپرد ہوا۔ سیشن کورٹ نے ۲۲ مئی ۱۹۲۹ء کو سزائے موت کا فیصلہ سنایا اور مسل حسب ضابطہ توثیق کے لئے لاہور ہائی کورٹ بھجوائی گئی۔ والدین کے حکم کی تعمیل میں علم دین کی جانب سے بھی اس فیصلہ کے خلاف اپیل دائر کی گئی، جس کی پیروی اس وقت کے چوٹی کے قانون دان اور اسلامیان ہند کے رہنما قائداعظم محمد علی جناح نے کی، جب کہ دیوان رام لال وکیل سرکار تھا۔ مقدمہ کی سماعت جسٹس براڈوے اور جسٹس جان اسٹون نے کی۔

قائداعظم کی بحث کا سب سے اہم نکتہ یہ تھا کہ راج پال نے "رنگیلا رسول" جیسی قابل اعتراض کتاب شائع کر کے پیغمبر اسلام کی توہین کی ہے، جسے کوئی مسلمان برداشت نہیں کر سکتا۔ چونکہ یہ کتاب اشتعال انگیزی کا سبب بنی، اس لئے ملزم نے قتل عمد کا ارتکاب نہیں کیا، لہٰذا اسے سزائے موت نہیں دی جا سکتی۔ اس کے جواب میں وکیل سرکار نے منجملہ دیگر دلائل کے یہ موقف اختیار کیا کہ پیغمبر اسلام کی اہانت واقعی افسوسناک بات ہے، لیکن تعزیرات ہند میں اس جرم کی کوئی سزا مقرر نہیں، اس لئے مقتول نے کوئی خلاف قانون حرکت نہیں کی تھی، چنانچہ ملزم کا یہ فعل اشتعال انگیزی کی تعریف میں نہیں آتا۔ فریقین کے دلائل سننے کے بعد لاہور ہائی کورٹ نے ۱۷ جولائی ۱۹۲۹ء سیشن کورٹ کی سزائے موت کا فیصلہ بحال رکھا۔ مسلمان زعماء کے اصرار پر اس فیصلہ کو پریوی کونسل میں اس خیال سے چیلنج کر دیا گیا کہ شاید وہاں سے ایسی فرقہ وارانہ منافرت اور اشتعال انگیزی کے خلاف مسلمانوں کو کوئی دادرسی مل سکے، لیکن یہ خیال خام نکلا اور پریوی کونسل نے مذہبی اشتعال انگیزی پر اظہار رائے کے بغیر ہی یہ اپیل ۵ نومبر ۱۹۲۹ء کو نامنظور کر دی۔ جب یہ فیصلہ غازی علم دین کو سنایا گیا تو وہ مارے خوشی کے چیخ اٹھے اور کہا:

"اس سے بڑھ کر میری اور کیا خوش نصیبی ہوگی کہ مجھے شہادت کی موت نصیب ہو رہی ہے اور بارگاہ رسالت میں حاضری کی سعادت سے بھی مجھے سرفراز کیا جا رہا ہے"۔

ہنگامہ دار و رسن برپا ہونے سے دو دن قبل جب ان کا غمگسار دوست شیدا ان سے ملاقات کے لئے میاں والی جیل پہنچا تو اسے غمگین دیکھ کر علم دین نے کہا: "یار آج تجھے تو میری طرح خوش رہنا چاہئے، اپنے آقا ﷺ کے نام پر کٹ مرنا ہی ایک مسلمان کی سب سے بڑی آرزو ہے اور اللہ پاک کی یہ کتنی بڑی کرم نوازی ہے کہ ہزاروں لاکھوں مسلمانوں میں سے اپنے اس حقیر بندے کے ہاتھوں اس ناپاک شیطان کو ختم کرایا اور دیکھو رسول کریم پر قربان ہونے کی میری دلی مراد بھی پوری ہو رہی ہے۔ اس لئے تمام مسلمان بھائیوں تک میری یہ بات پہنچا دو کہ وہ میری موت پر غم نہ کریں بلکہ میرے لئے دعائے خیر کریں"۔

والدین اور عزیز و اقارب سے آخری ملاقات کے موقع پر اپنی والدہ سے کہا کہ وہ ان کا دودھ بخش دے۔ ماں کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر کہنے لگے: "ماں دیکھ تو کتنی خوش نصیب ہے کہ تیرے بیٹے کو شہادت کی موت مل رہی ہے۔

انجام کار ۳۱ اکتوبر ۱۹۲۹ء کو وہ دن آ پہنچا جس کے لئے علم دین کی جان بے تاب تڑپ رہی تھی۔ رات اس جوان شب زندہ دار نے ذکر الٰہی اور تہجد میں گزار دی اور طلوع سحر پر انتہائی خشوع اور خضوع کے ساتھ نماز فجر ادا کی تو مجسٹریٹ، داروغہ جیل اور مسلح سپاہیوں کے ہمراہ استقبال کے لئے کوٹھڑی کے دروازے پر موجود تھا۔ مجسٹریٹ نے اس مرد غازی سے پوچھا: "کوئی آخری خواہش"۔ تو کہا: "صرف دو رکعت نماز شکرانہ کی مہلت"۔ اجازت ملنے پر سجدہ شکر ادا کرنے کے بعد داروغہ جیل سے مخاطب ہوئے، جس کی آنکھ بھی آج خلاف معمول نمناک تھی اور کہا: "گواہ رہنا! ایک پروانہ رسول کے شوق شہادت اور آخری سجدہ نماز کے" اور پھر سرخوشی کے عالم میں ان کے ساتھ سوئے دار چل پڑے۔ اس وقت جیل کے قیدی اپنی اپنی کوٹھڑیوں اور بیرکوں میں اس فدائی رسول کی آخری جھلک دیکھنے کے لئے تعظیماً ایستادہ کھڑے تھے اور ساری جیل درود و سلام کے سرمدی نغموں سے گونج رہی تھی۔ رفیقان زنداں کو الوداع اور سلام آخر کہتے ہوئے مقتل میں پہنچ کر جب تختہ دار کو دیکھا تو فرط مسرت سے جھوم اٹھے۔

پھر ساعت سعید کو قریب دیکھ کر تیزی سے تختہ دار کی طرف بڑھے اور وارفتگی شوق میں چاہا کہ پھانسی کے پھندے کو، جو وصال حبیب خدا کا مژدہ جاں فزا لے کر نمودار ہوا تھا، خود اپنے ہاتھوں سے گلے میں ڈال لیں، لیکن اسے خلاف شریعت جان کر فوراً رک گئے اور حاضرین سے مخاطب ہو کر کہا:

"لوگو! گواہ رہنا! میں نے ہی راج پال کو حرمت رسول کی خاطر قتل کیا تھا اور آج اپنے نبی پاک کا کلمہ پڑھتے ہوئے ان پر اپنی جان نثار کر رہا ہوں"۔ یہ کہتے ہوئے اس

نوجوان پروانہ نبوت نے دارورسن کو چوم کر اپنی جان عزیز ناموس مصطفیٰ ﷺ پر نچھاور کر دی۔

شاعر مشرق علامہ اقبال نے کہا:

"ہم سب باتیں کرتے رہے اور ایک ترکھان کا بیٹا پڑھے لکھوں سے بازی لے گیا"۔

(۵) غازی عبدالقیوم شہید اور گستاخ رسول نتھو رام:۔

غازی عبدالقیوم کا واقعہ شہادت بڑا ہی ایمان افروز واقعہ ہے۔ اس نوجوان مرد مجاہد کا تعلق غازی آباد ضلع ہزارہ کے ایک غریب گھرانے سے تھا لیکن کسے خبر تھی کہ ایک دن تخت ہزارہ کی شہ نشینی سے بھی اونچا رتبہ شہادت اسے نصیب ہوگا۔ اپنے گاؤں سے وہ تلاش روزگار میں کراچی آیا، جہاں اسے رزق حلال کے لئے گھوڑا گاڑی مل گئی، جس کی آمدن سے وہ اپنی بوڑھی ماں، بیوہ بہن اور ضعیف چچا اور نو بیاہتا بیوی کی کفالت کر رہا تھا۔ نماز فجر اور عشاء کی نماز وہ اپنے محلّہ کی مسجد میں پڑھا کرتا تھا۔ ایک روز امام مسجد نے اہل مسجد کو اشکبار آنکھوں سے بتلایا کہ ایک خبیث ہندو نتھو رام نے آقائے نامدار ﷺ کی شان میں گستاخی کی ہے۔ غازی عبدالقیوم نے جب یہ بات سنی تو تڑپ اٹھا اور اس کے تن بدن میں اک آگ سی لگ گئی۔ اسی وقت اس نے صحن مسجد میں اپنے رب سے عہد کیا کہ وہ اس کمینے کافر کو زندہ نہیں چھوڑے گا۔

یہ نتھو رام آریہ سماجی ہندو تھا، جس نے سال ۱۹۳۳ء میں "ہسٹری آف اسلام" (History of Islam) نامی ایک کتاب لکھی، جس میں اس نے اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کی ذات اقدس کو ہدف تنقید و ملامت بنایا اور شان رسالت میں گستاخانہ اور توہین آمیز الفاظ استعمال کئے تھے، جس سے مسلمانوں میں ہیجان پیدا ہوا اور سارے شہر میں غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی۔ حکومت نے نقص امن کے اندیشہ سے ملزم کے خلاف فوجداری مقدمہ قائم کر کے اسے ایک سال قید اور جرمانہ کی سزا دی۔ لیکن مارچ ۱۹۳۴ء میں اس فیصلہ کے خلاف اپیل پر کراچی کے جوڈیشنل کمشنر نے اس کی عبوری ضمانت منظور کر لی۔ نتھو رام کا مقدمہ سماعت کے لئے جس دن سندھ چیف کورٹ کے دو انگریز ججوں کی بنچ کے سامنے پیش ہونا تھا، اس دن نتھو رام اپنے وکلا اور ساتھیوں کے ساتھ ہنسی مذاق کرتا ہوا کورٹ روم میں داخل ہوا۔ عدالت کے باہر ہندو اور مسلمان بڑی تعداد میں فیصلہ سننے کے لئے کھڑے تھے۔ مقدمہ کی سماعت سے کچھ دیر قبل شہ عرب و عجم کا یہ نوخیز غلام عبدالقیوم کمرہ عدالت میں اس ہندو مصنف نتھو رام کے قریب پہنچنے میں کامیاب ہوگیا اور اپنے شکار پر نظریں جمائے بیٹھا تھا۔ موقع پاتے ہی اپنے نیفہ میں چھپا ہوا تیز دھار خنجر نکال کر عقاب کی طرح وہ اس پر جھپٹا اور اس ملعون کے پیٹ میں خنجر بھونک کر اس کی آنتیں باہر نکال دیں۔ نتھو رام منہ کے بل زمین پر گر پڑا تو اس خیال سے کہ کہیں وہ زندہ بچ نہ جائے، اس نے اپنی پوری قوت سے ایک اور وار اس کی گردن پر کیا اور اس کی شہ رگ کاٹ دی۔ اس طرح اس خبیث کا کام تمام کرنے کے بعد نہایت اطمینان اور سکون سے اس نے اپنے آپ کو گرفتاری کے لئے پیش کر دیا۔ عدالت میں اس وقعہ سے بھگدڑ مچ گئی اور جج بھی اس اچانک واردات سے خوفزدہ اور سراسیمہ ہوگئے۔ عبدالقیوم کے مقدمہ قتل کے دوران جب ملزم کا بیان قلم بند کرتے ہوئے ایک انگریز جج نے اس مرد غازی سے دریافت کیا کہ اسے اس بھری عدالت میں اس طرح واردات کی جرات کیسے ہوئی؟ تو اس نے عدالت میں آویزاں جارج پنجم کی تصویر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: "تم اپنے بادشاہ کی توہین برداشت نہیں کر سکتا، ہم اپنے دین اور دنیا کے شہنشاہ کی شان میں گستاخی کرنے والے کو کیسے معاف کر دیتا"۔ اس موذی کو ہلاک کرنے کے بعد نہایت حقارت کے ساتھ اس کی لاش پر تھوکتے ہوئے اس نے کہا تھا: "اس خنزیر کے بچے نے میرے رسول ﷺ کی توہین کی تھی، اس لئے میں نے اسے قتل کیا ہے"۔ اس نے اپنی طرف سے وکیل صفائی پیش کرنے سے انکار کر دیا۔ اقبال جرم پر سیشن کورٹ سے غازی عبدالقیوم کو سزائے موت سنائی گئی تو وہ نوجوان مرد مجاہد اپنی خوشی اور مسرت ضبط نہ کر سکا اور بے اختیار اس کی زبان سے حمد و ثنا کی صدا بلند ہوئی۔ مسلمانوں نے جب اس فیصلہ کے خلاف اپیل کرنا چاہی تو اس نے ان سب کی منت سماجت کرتے ہوئے کہا: ’’آپ لوگ مجھے دربار رسول میں حاضری کی سعادت سے محروم کرنا چاہتے ہیں‘‘۔

فروری ۱۹۳۶ء میں کراچی کے مسلمانوں نے ایک وفد علامہ اقبال کی خدمت میں لاہور بھیجنے کا فیصلہ کیا تاکہ یہ وفد علامہ اقبال کو اس مقدمہ کی روئیداد تفصیل سے سنا کر درخواست کرے کہ وہ اپنے اثر ورسوخ کو استعمال کرتے ہوئے وائسرائے ہند کو اس پر آمادہ کریں کہ غازی عبدالقیوم کی سزائے موت کو عمر قید میں بدل دیا جائے، چنانچہ یہ وزراء جو مولوی ثناء اللہ، عبدالخالق اور حاجی عبدالعزیز وغیرہ پر مشتمل تھا، لاہور میں علامہ اقبال سے جا کر ملا اور تمام تفصیل سنا کر ان سے درخواست کی کہ اگر آپ نے سعی اور ذاتی توجہ فرمائی تو پوری توقع ہے کہ غازی عبدالقیوم کی جانب سے رحم کی اپیل کو حکومت ہند ضرور منظور کر لے گی۔

علامہ اقبال وفد کی یہ گفتگو سن کر دس پندرہ منٹ بالکل خاموش رہے اور گہری سوچ میں ڈوب گئے۔ وفد کے ارکان شدت سے منتظر تھے کہ کیا فرماتے ہیں، آخر علامہ اقبال کی آواز نے اس سکوت کو توڑتے ہوئے وفد سے پوچھا، کیا عبدالقیوم کمزور پڑ گیا ہے؟ ارکان وفد نے جواب دیا نہیں، اس نے تو ہر موقع پر اپنے اقدام کا اقبال اور اقرار کیا ہے، وہ تو سرعام کہتا ہے میں نے شہادت خریدی ہے، مجھے پھانسی کے پھندے سے بچانے کی کوشش مت کرو۔

وفد کی اس گفتگو کو سن کر علامہ اقبال کا چہرہ تمتما گیا، انہوں نے برہمی کے انداز میں فرمایا جب وہ کہہ رہا ہے کہ میں نے شہادت خریدی ہے تو میں اس کے اجر و ثواب کی راہ میں کیسے حائل ہو سکتا ہوں کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میں ایسے مسلمان کے لئے وائسرائے ہند کی خوشامد کروں جو زندہ رہے تو غازی ہے اور مر جائے تو شہید ہے۔ وفد کے ارکان یہ سن کر پھر کچھ مزید کہنے کی جرات نہ کر سکے اور واپس کراچی آ گئے۔ غازی عبدالقیوم شہید ایک ہفتہ کال کوٹھڑی میں قید رہے اس دوران بہت فربہ اور موٹے ہوگئے جیل سپرنٹنڈینٹ بھی ان کے بڑھتے ہوئے وزن پر تشویش میں مبتلا تھا تحقیق پر ڈاکٹروں نے بتایا کہ یہ حد درجہ خوشی اور مسرت میں مبتلا ہے اس وجہ سے اس کا وزن بڑھ گیا ہے۔

غازی عبدالقیوم شہید کو جس دن پھانسی دی گئی کراچی کی تاریخ میں وہ روز مسلمانوں کے لئے جوش واضطراب کا یادگار دن تھا، ہر مسلمان کے دل میں یہ جذبہ موجزن تھا کہ کاش ناموس رسالت کے تحفظ کے جرم میں یہ شہادت مجھے میسر آتی۔

لاکھوں افراد نے ان کی نماز جنازہ میں شرکت کی، ناموس رسول ﷺ پر اپنی

جان نچھاور کرنے والا غازی عبدالقیوم شہید کو بڑی عزت وتکریم کے ساتھ میوہ شاہ کے علاقہ کے قبرستان میں ایک خاص چار دیواری کے اندر دفن کیا گیا، اللہ تعالی کی کروڑوں رحمتیں ہوں، اس شہید کی قبر پر جس نے ناموس پیغمبر ﷺ کی خاطر اپنی جان نچھاور کرکے ابدی زندگی کو پالیا۔

فنافی اللہ کی تہہ میں بقا کا راز مضمر ہے جسے مرنا نہیں آتا، اسے جینا نہیں آتا

ناموس رسالت ﷺ اور غیرت مسلم

نظر اللہ پہ رکھتا ہے مسلمان غیور
موت کیا شے ہے؟ فقط عالم معنی کا سفر
ان شہیدوں کی دیت اہل کلیسا سے نہ مانگ
قدر و قیمت میں ہے خوں جن کا حرم سے بڑھ کر
آہ! اے مرد مسلماں تجھے کیا یاد نہیں
حرف لا تدع مع اللہ الٰھا اخر

(علامہ اقبال)

(۶) غازی محمد حنیف شہید اور گستاخ رسول عیسائی عورت:۔

غازی محمد حنیف شہید نے اپنی بے مثال وفاؤں کا باب مسلم ریاستی دارالحکومت "بھوپال" میں رقم کیا۔ کہا جاتا ہے وسط ہند کے اس تہذیبی شہر میں ایک گرلز ہائی اسکول کی انگریز ہیڈ مسٹریس نے سوچی سمجھی اسکیم کے تحت مدرسہ کی صفائی کے بہانے قرآن کریم کے بوسیدہ اوراق ایک خاکروب کے ہاتھوں کوڑے میں ڈلوائے اور جب اس پر احتجاج کیا گیا تو اس بدزبان و بدنصیب عورت نے قرآن پاک، دین متین اور پیغمبر اسلام (ﷺ) کے بارے میں نازیبا اور اشتعال انگیز الفاظ کہے۔ بھوپال کے ایک غیرت مند نوجوان محمد حنیف نے جو پیشے کے اعتبار سے قصاب تھے، انگریز عورت کو راستے میں روک لیا اور اس سے کہا کہ وہ اپنی اس ناپاک جسارت اور شیطانی حرکت پر شہر کے مسلمانوں سے معافی مانگے اور اعلان توبہ کرے۔ حکومت کے نشہ میں چور اس بنت ابلیس نے یہ مطالبہ ٹھکرا دیا اور مجاہد ملت کے ہاتھوں انجام کو پہنچی۔ غازی محمد حنیف اس غلط کار عورت کو کیفر کردار تک پہنچا کر تھانے میں حاضر ہوگئے۔ اقبال فعل کیا اور تمام عدالتوں میں اعتراف حقیقت بیان فرمائی۔ کچھ عرصہ جیل میں گزارا۔ مقدمہ کی سماعت ہوئی اور محمد حنیف غازی کو پھانسی کی سزا سنادی گئی۔

(۷) غازی محمد صدیق اور گستاخِ رسول ہندو پالامل:

غازی محمد صدیق فیروز پور ضلع قصور کے ایک دینی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ بچپن ہی میں والد کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ ماں نے بڑے لاڈ پیار سے بیٹے کی پرورش کی اور ساتھ ساتھ صحیح تربیت بھی۔ سال 1934ء میں یہ نوخیز بچہ جب بیس برس کا ہوا تو اسے خواب میں رسول پاک ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی اور حکم ہوا کہ قصور کے ایک دریدہ دہن گستاخ پالامل زرگر کا منہ بند کیا جائے۔ یہ بشارت ملتے ہی نوجوان غازی تڑپ کر بیدار ہوا تو اس کے ساتھ اس کا مقدر بھی جاگ اٹھا۔ اس نے ماں کو یہ خوشخبری سنائی تو ماں نے خوشی سے لخت جگر کا ماتھا چوما اور شہادت گہ الفت کی طرف اسے روانہ کیا۔ قصور پہنچ کر اس مرد غازی نے اس گستاخ رسول ﷺ پالامل کو راستہ ہی میں دبوچ لیا۔ اسے پچھاڑ کر اس کے سینے پر سوار ہوگئے اور تیز دھار آلہ (چھری) سے پے در پے وار کر کے اس موذی کو ہلاک کر دیا اور وہاں سے فرار ہونے کی بجائے قریب ہی کی مسجد میں جا کر سب سے پہلے نماز شکرانہ ادا کی اور پھر مسجد کی سیڑھیوں پر اس شان اور تمکنت کے ساتھ بیٹھ گئے کہ کسی ہندو کو ان کے پاس آنے کی جرأت نہ ہو سکی۔ فیروزمندی ان کے قدم چوم رہی تھی۔ حسب معمول انگریز کا قانون حرکت میں آیا اور اس مرد مجاہد کا مقدمہ سیشن کے سپرد ہوا۔ غازی موصوف کی جانب سے میاں عبدالعزیز مالوڈہ اور نومسلم بیرسٹر خالد لطیف گابا نے مقدمہ کی پیروی کی۔ لیکن چونکہ آپ نے عدالت کے روبرو پوری جرأت کے ساتھ اعترافِ قتل کر لیا تھا، اس لیے سزائے موت سنائی گئی۔ ہائی کوٹ نے بھی سیشن جج کے فیصلہ کو بحال رکھا۔

آفرین ہے اس ماں پر جس نے یہ فیصلہ سن کر ایک بار پھر اپنے بیٹے کا ماتھا چوما اور کہا کہ یہ ایک بیٹا تو کیا، ایسے بیس بیٹے بھی ہوتے تو میں ان سب کو اپنے آقا ﷺ کے نام پر قربان کر دیتی۔ بیٹے نے بھی یہی کہا کہ یہ ایک جان کیا چیز ہے، ایسی ہزار جانیں میرے آقا ﷺ کی خاکِ پا پر نثار ہیں۔ ۶ مارچ ۱۹۳۵ء کو یہ پروانہ رسالت بھی درود و سلام کی سوغات لے کر اپنے آقا ﷺ کے قدموں میں جا پہنچا۔

یہ اک جان کیا ہے اگر ہوں کروڑوں
تیرے نام پر سب کو وارا کروں میں

(چودھویں صدی کے مجدد مفتی اعظم مصطفیٰ رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ)

(۸) غازی عبداللہ شہید اور گستاخِ رسول چل چل سنگھ:

یہ بھی تقسیم ہند سے قبل غالباً ۱۹۴۳ء واقعہ ہے، ایک بدبخت سکھ چلچل سنگھ شیخوپورہ کے گردونواح میں نبی کریم ﷺ کے خلاف یاوہ گوئی کر کے اپنے خبث باطن کا اظہار کرتا پھرتا تھا۔ قصور کے رہنے والے ایک جیالے جوان عبداللہ کو سرکار رسالت مآب ﷺ نے خواب میں حکم دیا کہ وہ اس گستاخ کا منہ بند کرے۔ چنانچہ کسی سے اس خواب کا ذکر کیے بغیر وہ شوریدہ سر آتش بجاں اٹھ کھڑا ہوا اور اس مردود کی تلاش میں نکل پڑا۔ معلوم ہوا کہ وہ خبیث شیر خان میں رہتا ہے، جو اس وقت سکھوں کا گڑھ تھا۔ بستی کے قریب پہنچ کر مزید دریافت پر پتا چلا کہ وہ اپنے کنویں پر بیٹھا کسی کام میں مشغول ہے۔ اس کے قریب ہی سکھوں کا جتھہ مصروف گفتگو تھا۔ غازی عبداللہ نے ایک نظر میں اس دشمن دیں کو پہچان لیا۔ انہیں محسوس ہوا کہ ان کے جسم میں غیر معمولی طاقت بجلی بن کر دوڑ رہی ہے۔ چلچل سنگھ پر وہ جھپٹ کر حملہ آور ہوئے اور اسے پچھاڑ کر اس کے سینہ پر چڑھ کر پوری قوت سے اس کی شہ رگ کاٹ دی اور اس کا سرتن سے جدا کر دیا۔ اس ناگہانی حملہ کو دیکھ کر پاس ہی بیٹھے ہوئے سکھ وہاں سے بھاگ کھڑے ہوئے، یہ مرد غازی اپنے آقا ﷺ کے فرمان کی تعمیل کے بعد وہیں رب کے حضور سربسجود ہوا کہ اس مہم کو کامیاب فرما کر اسے سرفرازی بخشی اور سرخرو کیا۔

موقع واردات پر جب پولیس پہنچی تو اس مرد مجاہد کو وہیں موجود پایا، جس کے لبوں سے درود و صلوٰۃ کے نغمات نکل کر فضا میں تحلیل ہو رہے تھے۔ چہرہ خوشی سے چمک رہا تھا۔ شیخوپورہ کے معروف وکیل ملک انور مرحوم نے مقدمہ کی پیروی کی عبداللہ غازی کو سزائے موت سنائی گئی تو ایک مرتبہ پھر سجدۂ شکر بجا لائے کہ انہیں بھی شہیدان رسالت ﷺ کی صف میں جگہ مل رہی ہے، جس پر جتنا بھی فخر و ناز کیا جائے کم ہے۔ بالآخر اس شہید ناز کو بھی بارگاہِ مصطفوی ﷺ میں باریابی کی سعادت نصیب ہوئی۔

کروں تیرے نام پہ جاں فدا، نہ بس ایک جاں دو جہاں فدا
دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا، کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں
(اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ)

(۹) غازی عبدالرشید شہید اور گستاخِ رسول سوامی شردھانند:

غازی عبدالرشید شہید علیہ الرحمۃ کا نام نامی بھی سرفروشانِ ملت میں ہمیشہ نمایاں رہے گا، جس نے آریہ سماج کے بانی سوامی دیانند سرسوتی کے چیلے سوامی شردھانند جیسے خبیث شاتم رسول کو دہلی میں موت کے گھاٹ اتارا اور راہِ عشق رسول ﷺ میں اپنی جان نثار کر کے بارگاہِ نبوت ﷺ میں سرخرو اور سرفراز ہوا۔ شردھانند جس کا اصلی نام لالہ منشی رام تھا، مشرقی پنجاب کا رہنے والا آریہ سماج کا پرجوش رکن تھا۔ اس نے عرصہ سے دلی میں سکونت اختیار کر رکھی تھی اور یہیں سے اس نے شدھی کی آگ بھڑکانے کیلئے اردو میں روزنامہ ''تیج'' اور اس کے بیٹے نے ہندی زبان میں روزنامہ ''ارجن'' جاری کیا تھا۔

(۱۰) حیدرآباد سندھ کے غازیانِ ملت:

پکا قلعہ حیدرآباد (سندھ) میں قیام پاکستان سے فقط ایک برس قبل ۱۹۴۶ء میں ہندو جن سنگھیوں کا ایک بڑا اجتماع ہوا تھا۔ اس میں آٹھ ہزار ہندو شریک تھے۔ مذکورہ جلسے میں ملت اسلامیہ کو نہ صرف غلیظ گالیاں دی گئیں بلکہ ان کے ایک گرو نینوں مہاراج نے، نبی اکرم ﷺ کی شان مبارک میں بھی گستاخانہ باتیں کیں۔ اس بات نے تین نمبر تالاب کے مسلمان نوجوانوں کو بے تاب کر دیا۔ جب یہ پچیس نوجوان حرمت نبی ﷺ پر اپنی جانیں نچھاور کرنے کا جذبہ لیے قلعہ پر حملہ آور ہوئے اور نعرۂ تکبیر بلند کیا تو جلسے میں بھگدڑ مچ گئی۔ عاشقانِ مصطفیٰ ﷺ نے بے تحاشہ ڈنڈے اور لاٹھیاں برسانا شروع کر دیں اسی اثناء میں نینوں مہاراج، ایک جوشیلے نوجوان عبدالخالق قریشی ولد محمد ابراہیم قریشی کے سامنے آ گیا۔ نوجوان نے اس بے غیرت ملیچھ کے پیٹ میں چھرا گھونپ دیا۔ وار کاری ثابت ہوا اور شاتم رسول اپنے ہی پیروکاروں کے درمیان تڑپ تڑپ کر جہنم رسید ہو گیا۔ جن سنگھی بدحواس ہو کر اپنی لاٹھیاں، جوتیاں، تلواریں اور دوسرے ہتھیار چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ اس واقعے میں حصہ لینے والے چند معلومہ خوش قسمت اشخاص مندرجہ ذیل ہیں:

☆ حاجی محمد بخش عرف مموشیدی ☆ اللہ واریہ شیدی ☆ محمد علی شیدی ☆ علی مراد شیدی ☆ لکھانوالو ☆ صدیق گودز ☆ نبی بخش عرف نبو ☆ مہر محمد عرف مہرل ☆ اللہ ڈنو شیدی ☆ رحیم بخش ابراہیم حجام ☆ عبدالخالق قریشی ☆ لالہ مجیدی پسڑوی

(۱۱) غازی زاہد حسین اور گستاخ پادری سیموئیل:

سال ۱۹۶۱ء میں ایک عیسائی مبلغ پادری سیموئیل نے مغلپورہ ورکشاپ میں دوران تبلیغ آنحضور ﷺ کی شان میں کچھ نازیبا الفاظ استعمال کیے۔ زاہد حسین اور اس کے ساتھیوں نے سیموئیل کو سختی سے منع کیا کہ وہ اپنی ہرزہ سرائی بند کرے، لیکن وہ شیطان اپنی شرارت سے باز نہ آیا۔ جس پر زاہد حسین نے مشتعل ہو کر اس گستاخِ رسول کا سر پھاڑ دیا، جس کے نتیجہ میں وہ بدبخت ہلاک ہو گیا۔ زاہد حسین نے عدالت کے روبرو اعتراف قتل کر لیا، جس پر اس کو اشتعال انگیزی کی بنا پر صرف جرمانہ کی سزا دی گئی۔ اس کے خلاف ہائی کورٹ میں نگرانی دائر کی گئی جو خارج ہوئی۔ اس مقدمہ کی پیروی ڈاکٹر جاوید اقبال ریٹائرڈ جج سپریم کوڑت نے کی، جو اس وقت پیشہ قانون سے وابستہ تھے، اور ان کی معاونت عزیز میاں شیر عالم نے کی تھی۔

سال ۱۹۶۴ء میں اسی غازی زاہد حسین کو جب یہ معلوم ہوا کہ لاہور کی ایک عیسائی مشنری کی مشہور دکان پاکستان بائبل سوسائٹی انارکلی میں ایک رسوائے زمانہ کتاب ''اثمار شیریں'' فروخت ہو رہی ہے، جس میں رسول کریم ﷺ کے بارے میں توہین آمیز مواد موجود ہے۔ اس پر یہ مرد غازی ایک بار پھر تڑپ اٹھا اور اپنے معتمد ساتھی الطاف حسین شاہ کے ساتھ مل کر اس نے بائبل سوسائٹی کی اس دکان میں، جہاں یہ کتاب فروخت ہو رہی تھی، آگ لگا دی اور اس کے مینیجر ہیکٹر گوہر مسیح پر الطاف حسین شاہ نے پستول سے قاتلانہ حملہ کر دیا، لیکن وہ بال بال بچ گیا علاقہ مجسٹریٹ نے دونوں کو تین تین سال سزائے قید سنائی اور ایڈیشنل سیشن جج لاہور نے اس سزا کو بحال رکھا۔ اس فیصلے کے خلاف لاہور ہائی کورٹ میں نگرانی دائر ہوئی۔ زاہد حسین کے عزیزوں کو، جو اس مقدمے کی پیروی کر رہے تھے، خواب میں بشارت ہوئی کہ وہ میاں شیر عالم ایڈووکیٹ کو ملزمان کی جانب سے وکیل مقرر کریں چنانچہ ان کی جانب سے میاں شیر عالم اور استغاثے کی جانب سے مسٹر جرمی ریٹائرڈ پبلک پراسیکیوٹر پیش ہوئے۔ مقدمہ جب جسٹس شیخ شوکت علی کے سامنے پیش ہوا تو فاضل جج نے مسٹر جرمی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: ''اگرچہ کہ وہ خود ایک گنہگار مسلمان اور مذہبی رواداری کی حمایت میں ہمیشہ پیش پیش رہے ہیں، لیکن اس کتاب میں پیغمبر اسلام کے بارے مین جو قابل اعتراض باتیں منسوب کی گئی ہیں، وہ ان کے لیے بھی ناقابل برداشت ہیں، جنہیں پڑھ کر ان کا خون بھی کھول رہا ہے۔'' اس لیے انہوں نے ملزم کو مزید قید میں رکھنے سے انکار کر دیا اور حکومت کو ہدایت کی کہ وہ اس کتاب کو فوری طور پر ضبط کر لے۔

یہ واقعات " ناموس رسالت "، " قانون توہین رسالت " اور "ماہنامہ مسیحائی، ناموس رسالت نمبر " سے لیے گئے ہیں۔

(۱۲) گستاخ پادری کا انجام:

یہ ایمان افروز اور عبرت انگیز واقعہ جسے اب ۱۰۷ برس گذر گئے ہیں۔ غالبًا انیسویں صدی کے آخری سال کا واقعہ ہے۔ واقعہ کے راوی حضرت امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب قبلہ محدث علی پوری قدس سرہٗ ہیں اور واقعہ کے ناقل حکیم اہلسنت، محسنِ اہلسنت حضرت حکیم محمد موسیٰ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

''امرتسر کے گرجا گھر کے سامنے کھڑا ہو کر ایک پادری حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے فضائل اور عیسائی مذہب کی خوبیاں بیان کر رہا تھا اور وہ (پادری) دورانِ تقریر حضور پرنور نبی کریم ﷺ کا اسم گرامی ادب واحترام سے نہیں لیتا تھا۔ سامعین میں ایک بھنگڑ اس حالت میں کھڑا تھا کہ بھنگ گھوٹنے والا ڈنڈا اس کے کاندھے پر تھا۔ اس خوش بخت نے کہا، پادری! ''ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو برحق نبی مانتے ہیں اور ان کا نام ادب سے لیتے ہیں، تو بھی ہماری سچی سرکار ﷺ کا نام ادب سے لے۔''

☆ ایسا کہنا یا لکھنا برصغیر میں کئی لوگوں کا شیوہ رہا، ایسے دریدہ دھن وذہن افراد میں ...... ڈپٹی نذیر احمد دھلوی، سرسید احمد خان علیگڑھی بھی شامل ہیں۔ (احقر نسیم احمد صدیقی)

مگر پادری پر اس کا کچھ اثر نہ ہوا تو اس عالی ہمم (بلند ہمت والے) نے پھر ٹوکا۔ جب پادری نے تیسری بار بھی اسی طرح نام لیا، تو اس پاک نہاد نے اپنا وہ ڈنڈا جس سے بھنگ گھوٹتا تھا، اس زور سے پادری کے سر پر دے مارا کہ پادری کا سر پھٹ کر بھیجا باہر آ گیا اور وہ مردود بیان دیئے بغیر واصل جہنم ہو گیا یہ عاشق صادق پکڑا گیا، موت کی سزا ہوئی، اپیل ہوئی، انگریز جج نے یہ لکھ کر بری کر دیا کہ: پادری کا قاتل تکیہ نشین بھنگڑ ہے۔ کوئی مولوی نہیں۔ مولوی اور پادری کی کوئی باہمی رنجش ہو سکتی ہے۔ بھنگڑ سے پادری کی دیرینہ یا تازہ رنجش کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ظاہر ہے کہ پادری نے ضرور اس کے جذبات کو مجروح کیا ہے لہٰذا میں اسے بری کرتا ہوں۔“

لمحہ فکریہ:

اس واقعے کے نقل کرنے کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ وہ پادری حضور پر نور سید الانبیاء ﷺ کی شان اقدس میں کوئی گستاخی کا کلمہ نہیں کہہ رہا تھا صرف حضور پاک ﷺ کا اسم مبارک اسلامی آداب سے نہیں لیتا تھا یعنی اسمٰعیل دھلوی کی طرح ”جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں“ (نقل کفر کفر نباشد) یعنی پادری صرف ”محمد صاحب“ کہہ رہا تھا☆۔ اور اس تکیہ والے عاشق صادق کو یہ بات بھی ناگوار گذری اور اس نے اپنے مذہب اور عشق کا جھنڈا بلند کر دکھایا۔

قلب عاشق میں مفتی رہتا ہے:

عاشقان سید ابرار ﷺ کسی عالم و مفتی سے پوچھے بغیر ہی ادب نہ کرنے والے کو جہنم رسید کر دیتے ہیں تو کوئی گستاخ ان کے خنجروں سے کیونکر بچ سکتا ہے، ان کا مفتی ان کا وجدان ہوتا ہے، ان کا پیرو مرشد ان کا جذبۂ عشق ہوتا ہے لہٰذا ایسے ”ان پڑھ“ غازیوں کا یہ کام ہمیشہ لائق تقلید ہوتا ہے کفار کی حکومت میں تو اسی طرح ہونا چاہئے اور ہوتا رہا، مسلمانوں کی حکومت میں یہ عدالت کی ذمہ داری ہے کہ وہ سچی شہادتوں کے بعد گستاخ رسول کے قتل کا حکم صادر کرے تا کہ مزید الجھنیں اور پیچیدگیاں پیدا نہ ہو سکیں۔ (”کچھ باتیں۔ کچھ یادیں، گستاخ رسول کی سزا قتل“ مرکزی مجلس رضا، لاہور صفحہ ۸-۹-۱۰)

عیسائیوں سے توہینِ رسالت کا صدور:

گیارہویں، بارہویں اور تیرہویں صدی عیسوی کے دوران مسلمانوں اور مسیحی یورپ کے درمیان صلیبی جنگوں نے کلیسا کے کارپردازوں کے دلوں میں اسلام اور شارع اسلام ﷺ کے خلاف نفرت کے جذبات کو مزید بھڑکا دیا تھا اس دور میں عیسائی پادریوں کی طرف سے اسلام کے خلاف تحریر کی جانے والی کتابوں میں سرورِ کائنات، محسنِ انسانیت ﷺ کے خلاف بے حد اہانت آمیز اور گھٹیا الزام تراشی پر مبنی تحریریں ملتی ہیں۔ جب دنیا پر عیسائیوں کا تسلط تھا تو اس وقت انہوں نے نبی کریم ﷺ کے اسم مبارک کو بری طرح مسخ کر دیا۔ مثلاً انگریزی زبان میں ”محمد“ ﷺ کو بگاڑ کر Mohomet بنا دیا۔ اس سے بھی بڑھ کر ان خبیثوں نے Muhammaed تلفظ بھی کیا اور Mahound بھی تلفظ کیا۔ ماہاؤنڈ مشتق ہے Me-Hound سے۔ ہاؤنڈ کے معنیٰ ہیں شکاری کتا اور می کے معنیٰ ہیں میرا۔ فخر موجودات ﷺ کی شان میں عیسائی حضرات یہ گستاخی صدیوں سے جاری رکھے ہوئے ہیں۔ "Mahound" کا لفظ اب بھی انگریزی زبان کی بڑی بڑی لغات میں موجود ہے۔

مسلم اسپین کی تاریخ میں ایک جنونی پادری نے مسیحی نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں پر مشتمل ایک گروہ تشکیل دیا تھا جنہیں تربیت دی جاتی تھی کہ وہ نماز جمعہ کے فوراً بعد قرطبہ کی جامع مسجد کے بیرونی دروازے پر کھڑے ہو کر جناب رسالت مآب ﷺ کی شان میں گستاخانہ کلمات (معاذ اللہ) کہیں ایسے مسیحی گستاخانِ رسول کو جنت کی بشارت دی جاتی تھی، مسلمان شاتمان رسول کو پکڑ کر قرطبہ کے قاضی کے حوالے کر دیتے۔ قاضی کے سامنے جرم کا اعتراف کرنے والوں کو موت کی سزا دی جاتی تھی۔ یہ سلسلہ اس وقت ختم ہوا جب اس بڈھے جنونی پادری کو سزائے موت ہوئی۔ مشہور یورپی مورخین سٹینلے لین پول، ڈوزی، واشنگٹن ارونگ اور پی۔ کے۔ ہٹی نے اس گروہ کو جنونی قرار دیتے ہوئے اس کی مذمت کی ہے۔

پروفیسر فلپ۔ کے۔ ہٹی (Philip K. Hitti) دور حاضر میں عربی زبان اور تاریخ کے ماہر سمجھے جاتے ہیں۔ وہ پرنسٹن یونیورسٹی میں اسلامی ادب کے پروفیسر رہے ہیں۔ ۱۹۶۲ء میں ”اسلام اور مغرب“ کے عنوان سے امریکہ میں ان کی ایک کتاب شائع ہوئی۔ اس کتاب کا چوتھا باب ”اسلام مغربی لٹریچر میں“ کے نام سے ہے جس میں انہوں نے اسلام، اسلامی تاریخ اور اسلامی شخصیات کے بارے میں ۲۹ اقتباسات نقل کیے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں ”قرونِ اولیٰ و وسطیٰ کے مغربی لٹریچر میں پیغمبر اسلام ﷺ کو عام طور پر (نعوذ باللہ، عیاذاً باللہ) جعل ساز (Imposter) جھوٹے رسول کی حیثیت سے متعارف کرایا جاتا تھا۔ اسی طرح ان کے نزدیک (نعوذ باللہ) قرآن ایک بناوٹی کتاب اور اسلام ایک نفس پرستانہ طریق حیات ہے۔

فلپ۔ کے۔ ہٹی نے شام کے مشہور عیسائی عالم سینٹ آف دمشق (۷۴۹ء) کا ذکر کیا ہے جو بازنطینی روایات کا بانی تھا۔ اس نے اپنی کتاب میں اسلام کا تعارف ایک بُت پرستانہ مذہب کی حیثیت سے کیا ہے، جس میں (نعوذ باللہ) ایک خود ساختہ رسول کی پرستش ہوتی ہے۔ اٹلی کے مشہور شاعر دانتے (۱۳۲۱ء) نے ”ڈیوائن کامیڈی“ میں (نعوذ باللہ) حضرت محمد ﷺ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ذکر بے حد اہانت آمیز طریقے سے کیا ہے۔ بازنطینیوں میں پہلا شخص جس نے حضرت محمد ﷺ کا باقاعدہ ذکر کیا اور اسلام پر گفتگو کی وہ مورخ تھوفین (Theo-Phane) تھا، جس کی موت ۸۱۸ء میں ہوئی۔ وہ بغیر کسی حوالے کے حضرت محمد ﷺ کو (نعوذ باللہ) مشرقی باشندوں کا حکمران اور خود ساختہ رسول لکھتا تھا۔ قرطبہ کا ایک بشپ یولوگیس (Eulogius) جو اپنے وقت کا بہت بڑا عالم تھا، وہ حضور اکرم ﷺ کے بارے میں اپنے بغض کا اظہار بے حد توہین آمیز طریقے سے کرتا تھا۔ عیسائی عالموں نے ایک مضحکہ خیز کہانی ایجاد کی کہ اسلام کے بانی ﷺ نے ایک سفید کبوتر کو تربیت دے رکھی تھی تا کہ وہ ان کے کندھے پر بیٹھا رہے اور کان کے اندر پڑے دانے کو چگنے کیلئے کان میں چونچ مارتا رہے۔ اس سے وہ عیسائیوں کو یقین دلانا چاہتے تھے کہ کبوتر کے ذریعہ روح القدس کو الہام کر رہا ہے۔ یہ بے ہودہ افسانہ اس قدر مشہور ہوا کہ وہ انگریزی ادب میں شامل ہو گیا۔ چنانچہ شیکسپیئر نے اپنے ایک کردار کے ذریعے اس کہانی کو دہرایا ہے۔ ایلزبتھ دور (اول) کا ایک نامور مصنف فانسس بیکن اپنے مضامین میں پیغمبر اسلام ﷺ کو سخت تضحیک اور استہزاء کا نشانہ بناتا تھا۔ ۱۶۷۹ء میں ایک انگلش پادری لانس لاٹ ایڈیسن نے ایک کتاب لکھی جس کا مقصد صرف یہ ثابت کرنا تھا کہ اسلام ایک مکارانہ مذہب کا معیاری نمونہ ہے۔

فرانس کا مشہور ادیب والٹیر اپنی تمام تر روشن خیالی کے باوجود ۱۷۴۲ء میں شائع ہونے والی ''ٹریجڈی'' میں رسول عربی ﷺ کا ذکر بے حد قابل اعتراض پیرائے میں کرتا ہے۔ انیسویں صدی کے معروف مستشرق ولیم میور نے حضور اکرم ﷺ کی حیات پر ''لائف آف محمد ﷺ'' کے نام سے لکھی جانے والی کتاب میں آپ ﷺ کی شان میں دریدہ دہنی اور گستاخیاں کی ہیں۔ ملکہ وکٹوریہ کے دور میں برصغیر پاک و ہند میں آنے والے عیسائی مشنری اسلام اور بانی اسلام ﷺ کے خلاف نازیبا حملے کیا کرتے تھے (ماخوذ ماہنامہ مسیحائی ناموسِ رسالت نمبر)

گستاخی اور اہانت کی مستقل عالمی مہم کیوں ہے؟

سابق امریکی صدر بل کلنٹن کا اعتراف ہے کہ ''امریکہ میں دینِ اسلام سب سے تیزی سے پھیل رہا ہے۔'' مائیکل۔ایچ۔ہارٹ کی کتاب جس کا اقتباس نیچے مندرج ہے، کی اشاعت کے بعد عالم اسلام کو جو فخر حاصل ہوا اس سے دنیائے عیسائیت بہت مضطرب نظر آتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کی دل آزاری کا ہر ممکن سامان مغرب کے ادیبوں اور صحافیوں کے پاس موجود ہے۔

امریکی مصنف مائیکل۔ایچ۔ہارٹ MICHAEL H. HART اپنی کتاب دی ہنڈریڈ، اے رینکنگ آف دی موسٹ انفلینشل پرسنز ان ہسٹری

The Hundred (100) A ranking of the most influential persons in History

"My choice of Muhammad to lead the list of the world's most influential persons may surprise same readers and may be questioned by others, but he was the only man in hisotry who was supremely successful on both the religious and secular levels. (Page 33, Newyork 1989)

بیسویں صدی کے وسط میں پروفیسر فلپ۔کے۔ہٹی نے بھی دنیائے عیسائیت کے خوف میں مبتلا ہونے کا تذکرہ کیا ہے کہ اسلام دنیا پر نہ چھا جائے۔

''زرتشت، بدھ ازم اور کم ترقی یافتہ مذاہب کی کبھی اس طرح سے نفرت اور تحقیر نہیں کی گئی جیسا کہ اسلام کے ساتھ پیش آیا۔ بنیادی طور پر اس کی وجہ خوف، دشمنی اور تعصب تھا جس نے اسلام کے بارے میں مغرب کے نکتۂ نظر کو متاثر کیا۔''

مسلمان کیوں اپنے آقا ﷺ سے اس قدر عشق رکھتے ہیں کہ ادنیٰ سے ادنیٰ گستاخی اور اہانت کا کوئی بھی کلمہ برداشت نہیں کرتے؟ آیئے........... محترم قارئین سطورِ ذیل میں اس کا جائزہ لیتے ہیں۔

عشق رسول ﷺ:۔

اللہ تعالیٰ جل شانہ وعز اسمہ نے اپنے محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو ہمہ گیر محبوبیت سے آراستہ اور فضائل وکمالات سے پیراستہ فرمایا ہے۔ آپ ﷺ کی ذات میں کثرت فضائل محبوبیت کے دلائل کی بنیاد ہیں۔ تمام محاسن وفضائل اور کمالات و معجزات وکرامات آپ ﷺ میں جمع ہیں، لوگ عزت واکرام کے طالب ہوتے ہیں، لیکن بارگاہ محبوب ایزدی میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عزتوں، کرامتوں اور فضیلتوں کو آپ کی ذات مطلوب ہے، جب ہی جمیع خلائق کے نزدیک محبوب ہیں، آپ کی محبت سے کیوں نہ دامن بھر جائے، کہ پھر مزید دامن میں کچھ اور سماتا ہی نہیں عشق رسول کا سرمایہ ہی دونوں جہاں میں کفایت کے لئے کافی ہے،

ہر کہ عشق مصطفیٰ سامان اوست
بحر و بر در گوشہ دامان اوست

(مفہوم) جسے آپ ﷺ کا عشق حاصل ہو گیا تو اس کے دامن کے ایک گوشہ میں خشک وتر یعنی تمام براعظم وبیکراں سمندر سما گئے۔ اللہ تعالیٰ کا عرفان بھی محبت رسول ﷺ کے بغیر ممکن نہیں، محبت رسول کے بغیر ایمان کی تکمیل نہیں ہوتی اور ذات رسول ﷺ تو عین ایمان ہے بلکہ ایمان کی جان ہے۔

اللہ کی سرتا بقدم شان ہیں یہ ان سا نہیں انسان وہ انسان ہیں یہ
قرآن تو ایمان بتاتا ہے انہیں اور ایمان یہ کہتا ہے میری جان ہیں یہ
(حدائق بخشش)

جن کے دلوں میں شمع عشق رسالت فروزاں ہو، وہ قلوب نہ صرف پاکیزہ اور اجلے ہوتے ہیں بلکہ دوسروں کو اجالا عطا کر دیتے ہیں۔ راقم کے اس جملہ کو بغور پڑھ کر اور سمجھ کر سطورِ ذیل میں مندرج واقعات کا مطالعہ کیجئے۔

پہلا واقعہ:۔

حضرت عروہ بن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ نے اسلام لانے کے بعد یہ روایت بیان کی کہ قریش مکہ نے جب مجھے صلح حدیبیہ کے لئے اپنا سفیر ونمائندہ بنا کر بھیجا، تو میں بارگاہ شاہ کونین ﷺ میں حاضر ہوا، تو میں نے جماعت صحابہ کی رسول اللہ سے وارفتگی ووابستگی کو دیکھا کہ رسول اللہ کے پیروکار نہ صرف آپ سے والہانہ محبت رکھتے ہیں بلکہ آپ ﷺ کے ادب کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتے۔ جب رسول کرم، نور مجسم ﷺ وضو فرماتے ہیں تو صحابہ کرام مستعمل آب وضو کے حصول کے لئے لپکتے اور تیزی سے آگے بڑھتے ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ آپس میں لڑ پڑیں گے، وضو کا پانی زمین پر گرنے سے قبل ہی صحابہ کے ہاتھوں پر آ جاتا ہے جسے وہ برکت کے لئے پیتے بھی ہیں اور منہ پر مل بھی لیتے ہیں، جسے یہ چند قطرے نہیں ملتے وہ دوسرے کے ہاتھ سے اپنے ہاتھ کو مس کر کے ہی برکت حاصل کرتا ہے، رسول اکرم ﷺ جب خطاب فرماتے ہیں تو اس طرح باادب بیٹھتے اور ہمہ تن گوش ہوتے ہیں کہ کوئی حرکت بھی نہیں کرتا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں، تعظیم ایسی کرتے ہیں کہ اپنے آقا کی جانب آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتے جب حکم ملے تو پھر تعمیل میں تعجیل کرتے ہیں۔ یہ سروے کرنے والا نمائندہ قریش واپس جا کر قریش سے کہتا ہے، "اے رؤساء قریش! میں تمہیں مشورہ دیتا ہوں کہ ان کی (محمد رسول اللہ ﷺ) مخالفت چھوڑ دو، ان کا دین پھیل کر ہی رہے گا، وہ ہر طرف چھا جائیں گے، اس لئے کہ میں اکثر اہل مکہ کا سفیر ونمائندہ بن کر بڑی بڑی سلطنتوں کے حکمرانوں کے درباروں میں گیا ہوں، میں نے قیصر وکسریٰ یک درباروں کو دیکھا ہے میں نجاشی کے یہاں بھی گیا ہوں مگر کسی بھی فرمانروا کی ایسی تعظیم نہیں دیکھی جیسی تعظیم اپنے آقا کی جماعت صحابہ کرتی ہے"۔ حضرت عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے قبولیت اسلام کے لئے یہی امر

باعث کشش ہوا۔ یہ غزوہ طائف میں شہید ہوئے۔(۳۲)

دوسرا واقعہ:۔

ثمامہ بن اثال بن نعمان حنفی جو نجد کا سردار اور یمامہ کی زرعی زمین پر گندم اور جو کی پیداوار کا مالک و مختار تھا، صحابہ کرام کے ہاتھوں اثنائے راہ (سفر میں) گرفتار ہوگیا، صحابہ اسے لے کر مدینہ آگئے اور مسجد نبوی شریف کے ایک ستون سے باندھ دیا۔ یہ ثمامہ انتہائی مغرور، ظالم اور سفاک تھا، مسلمانوں کو اس نے بہت نقصان پہنچایا تھا۔ نبی کریم ﷺ اس قیدی کے قریب تشریف لائے اور فرمایا! ثمامہ! تمہارا کیا حال ہے؟ ثمامہ خود کہتے ہیں کہ میں نے نہایت نفرت سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف دیکھا اور کہا کہ مجھے قتل کر دو میں اس طرح قیدی نہیں رہنا چاہتا، اگر مجھے قتل کرو گے تو ٹھیک فیصلہ ہوگا کہ میں ایک خونی اور قاتل ہوں میں نے کئی اصحاب کو قتل کیا ہے اور اگر مجھے معاف کرو گے تو میں شکر گذار رہوں گا اور تمہارے شہر میں اناج کا ڈھیر لگا دوں گا۔ رسول اکرم نے اس کی یہ باتیں تحمل سے سن کر بغیر کچھ ارشاد فرمائے اپنے حجرہ مبارکہ میں لوٹ گئے۔ ثمامہ قید میں جماعت صحابہ کے انداز کو، توقیر رسول، ادب اور دیگر معمولات کو ملاحظہ کرتے رہے، ہر نماز کے وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لاتے اور ثمامہ کا حال پوچھتے۔ ثمامہ کو باندھی ہوئی سخت موٹی موٹی رسیوں کو حضور نے ڈھیلا کروا دیا۔ ہر مرتبہ پوچھنے پر ثمامہ یہی کہتے کہ مجھے قتل کر دو یا چھوڑ دو، چھوڑو گے تو مال دوں گا۔ اصحاب صفہ سے حضرت ابوہریرہ کہتے تھے کہ ہم ثمامہ کو قتل کر کے کیا کریں گے خدا کی قسم اس کے فربہ اونٹوں کا گوشت اس چھوڑ دینے کے بدلہ میں ملتا ہے تو بہتر ہے۔ دوسرے دن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ثمامہ کی رہائی کا فیصلہ سنا دیا اور فرمایا ثمامہ! میں نے تمہیں معاف کیا۔ ثمامہ رہا ہوتے ہی مدینہ کے کسی باغ میں جا کر غسل کر کے حضور کی خدمت میں آئے اور کہا اے محمد! مجھے آپ سے اور آپ کے دین سے نفرت تھی اور کوئی شہر آپ کے شہر سے زیادہ برا معلوم نہ ہوتا تھا مگر اب یہ حالت ہے کہ کسی کا چہرہ محبوب نہیں بس آپ ہی کا حسن و جمال ہے کسی کا دین عزیز نہیں بس آپ کا دین عزیز ہے اور نہ کوئی شہر مجھے آپ کے شہر سے زیادہ محبوب ہے آپ نے رہائی کا حکم دیا میں کہاں جاؤں؟ میں تو وہ اسیر ہوں جو تمام عمر بخوشی آپ کا اسیر رہنا چاہتا ہوں۔ ثمامہ نے اسلام قبول کیا اور حضور سے عمرہ کرنے کی اجازت چاہی آپ نے طریقہ تعلیم فرمایا یہ عمرہ کے لئے جب مکہ پہنچے تو اہل مکہ نے کہا کہ ثمامہ بے دین ہوگیا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اللہ کے رسول کی تصدیق کی ہے میں مسلمان ہوں میں حبیب خدا پر ایمان لے آیا ہوں پھر ثمامہ نے قسم کھا کر کہا کہ اب یمن تمہیں ایک دانہ بھی نہیں آئے گا جب تک میرے آقا محمد الرسول ﷺ اس کی اجازت مجھے نہ دیں۔ یہ اپنے شہر لوٹ گئے اور غلہ مکہ جانے سے روک دیا، قریش سخت مصیبت میں گرفتار ہوئے پھر انہوں نے ایک خط حضور رحمۃ للعالمین کو لکھا اور اپنی قرابت کا واسطہ دیا، پھر حصور نے کرم فرمایا اور ثمامہ کو حکم دیا کہ اہل مکہ کا اناج نہ روکیں۔(۳۳)

معلوم ہوا کہ:۔

عشق رسول ﷺ کا دل میں اجالا ہو تو یہی اجالا دوسرے کو روشن کر سکتا ہے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین کے دلوں میں والہانہ محبت رسول کا چراغ روشن تھا اور اسی چراغ کی روشنی نے حضرت عروہ بن مسعود اور ثمامہ بن اثال حنفی بن نعمان (رضی اللہ عنہما) کو بھی عشق رسول کی روشنی اور ایمان کی چاشنی عطا کر دی۔

عشق رسول ﷺ......دین کا تقاضا ہے۔
عشق رسول ﷺ......صراط مستقیم ہے۔
عشق رسول ﷺ......ملت اسلامیہ کے لئے عزت کا نشان ہے۔
عشق رسول ﷺ......جسم و جان کا تقاضا ہے۔
عشق رسول ﷺ......مسلمان کی بقا کا ضامن ہے۔
عشق رسول ﷺ......دنیا میں اقتدار و اختیار عطا کرتا ہے۔
عشق رسول ﷺ......میدان جنگ میں فتح مندی عطا کرتا ہے۔
عشق رسول ﷺ......متاع زندگی ہے۔
عشق رسول ﷺ......حسن بندگی ہے۔
عشق رسول ﷺ......روز محشر عزت و وقار عطا کرتا ہے۔

تِلْکَ عَشَرَۃٌ کَامِلَۃٌ

اللہ تعالیٰ عز و جل اور رسول اکرم ﷺ سے محبت کا ایک ہی معیار

آیت مقدسہ:

قُلْ اِنْ کَانَ اٰبَآئُکُمْ وَاَبْنَآئُکُمْ وَاِخْوَانُکُمْ وَاَزْوَاجُکُمْ وَ عَشِیْرَتُکُمْ وَاَمْوَالُ نِ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَ تِجَارَۃٌ تَخْشَوْنَ کَسَادَهَا وَ مَسٰکِنَ تَرْضَوْنَهَا اَحَبَّ اِلَیْکُمْ مِنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِیْ سَبِیْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰی یَاْتِیَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ وَ اللّٰهُ لَایَهْدِی الْقَوْمَ الْفَاسِقِیْنَ(۳۴)

ترجمہ:۔تم فرماؤ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہاری یہ چیزیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو راستہ دیکھو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا۔(۳۵)

ہر انسان کے اندر والدین، اولاد، بھائی، بہن، بیوی، خاندان کے دیگر افراد، مال و متاع، زمین و جائداد اور تجارت وغیرہ سے محبت پائی جاتی ہے، یہ محبت طبیعت کے تقاضوں کے مطابق ہوتی ہے اسی لئے اسے فطری یا طبعی محبت کہتے ہیں۔ متذکرہ آیت مقدسہ میں اللہ تعالیٰ عزاسمہ نے خبردار فرمایا ہے کہ تمہارے اندر ان سب چیزوں کی محبت اللہ اور اس کے محبوب معظم ﷺ کی محبت پر غالب آجائے تو سمجھ لو کہ تم نے اللہ تعالیٰ کے غضب کو خود ہی دعوت دے دی ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی اور اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت کے علیحدہ و جدا دو معیار ارشاد نہیں فرمائے، بلکہ ایک ہی معیار ارشاد فرمایا، حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ اس آیت مقدسہ کے تحت لکھتے ہیں، "رسول اللہ ﷺ سے محبت اس قسم کی چاہئے جس قسم کی محبت اللہ سے ہوتی ہے یعنی عظمت و اطاعت والی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ کے ساتھ ساتھ حضور سے محبت کرنی شرک نہیں بلکہ ایمان کا رکن ہے، یہ بھی معلوم ہوا کہ دل میں حضور کی محبت نہ ہونا کفر ہے کیوں کہ اس پر عذاب کی وعید ہو رہی ہے"(۳۶)

مومن کے لئے آقائے دو جہاں علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت فرض ہے، بلکہ

اللہ تعالیٰ سے محبت کا دعوی کرنا یا اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل ہونے کا دعوی کرنا دونوں ہی کا انحصار نبی کریم ﷺ کی محبت و اتباع پر ہے۔

حضرت عباس بن مرداس رضی اللہ عنہ (صحابی رسول کا عقیدہ):۔

یا خاتم النبآء انک مرسل بالحق کل هدی السبیل هدا کا
ان الله بنی علیک محبة فی خلقه و محمدا سما کا

ترجمہ:۔اے خاتم الانبیاء! آپ حق کے ساتھ مبعوث ہوئے، راہ حق کی ہدایت آپ ﷺ ہی کی ہدایت ہے۔ اللہ نے آپ کے اوپر اپنی مخلوق میں محبت کی بنیاد رکھی اور آپ کا اسم گرامی محمد ﷺ رکھا۔(۳۷)

رسول اکرم نور مجسم ﷺ سے محبت رکھنا، والدین و اولاد اور جان و مال سب پر مقدم ہے، محبت رسول ﷺ کے سامنے کوئی شئے قیمتی نہیں، اس لئے کہ آپ سے محبت ہی سب سے قیمتی متاع ہے کہ آپ ہی وجۂ تخلیق کائنات ہیں اور مرکز ایمان و اسلام ہیں۔

قارئین محترم!

سطور بالا میں پڑھی جانے والی سورۂ توبہ کی آیت مقدسہ کی بہترین تفسیر تو خود حضور پرنور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حدیث شریف میں بیان کی ہے۔

حدیث شریف نمبر (۱):۔

لایومن احدکم حتی اکون احب الیه من والده وولده والناس اجمعین (۳۸)

ترجمہ:۔تم میں سے کوئی اسوقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اسے اس کے ماں باپ اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

حدیث شریف نمبر (۲):۔

ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم ﷺ سے عرض کیا! یارسول اللہ! آپ میری جان کے علاوہ ہر چیز سے زیادہ محبوب ہیں، تو حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے فرمایا! "تم میں سے کوئی مومن نہیں ہوسکتا جب تک میں اس کے نزدیک اس کی جان سے بھی زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔" یہ فرمان سننے کے بعد حضرت عمر نے عرض کیا! "اس ذات کی قسم جس نے آپ پر کتاب نازل فرمائی، بے شک آپ میری جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔" پھر سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا! "اب تمہارا ایمان مکمل ہوا۔"(۳۹)

حدیث شریف نمبر۳:۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ جل مجدہ کے پیارے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا!

"ثلث من کن فیه وجد حلاوة الایمان ان یکون الله ورسوله احب الیه مما سواهما وان یحب المرء لا یحبه الا الله وان یکره ان یعود فی الکفر کما یکره ان یقذف فی النار" (۴۰)

(ترجمہ) "جس میں تین خوبیاں پائی جائیں گی وہ ایمان کی مٹھاس سے لطف اندوز ہوگا، پہلی خوبی یہ کہ اللہ اور اس کے رسول کی محبت ہر ایک سے سوا (یعنی سب سے بڑھ کر) ہو، دوسری خوبی یہ کہ صرف اللہ ہی کی خاطر کسی سے محبت کی جائے، تیسری خوبی یہ کہ کفر میں لوٹنا اس طرح ناپسند کرے جیسا کہ آگ میں ڈالے جانے کو ناپسند کرتا ہو۔"

اس حدیث شریف میں تین ایمانی خصلتیں بیان ہوئی ہیں اور ان خصلتوں اور خوبیوں کو ایمان کی مٹھاس قرار دیا گیا ہے۔ اس حلاوت (مٹھاس) کی تینوں اقسام میں محبت الٰہی اور محبت رسالت ماب ﷺ کو سب پر تقدم و تفوق حاصل ہے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ اور مدنی تاجدار سرکار ابد قرار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت میں جو سرشار ہوتا ہے وہ یقیناً دوسری حلاوتیں بھی حاصل کر لیتا ہے، جو عشق رسول ﷺ کی تپش اور حدت میں مبتلا ہوتا ہے اسے آتش دوزخ بھی نہیں جلا سکتی۔

اے عشق تیرے صدقے جلنے سے چھُٹے سستے
جو آگ بجھا دے گی وہ آگ لگائی ہے
(اعلیٰ حضرت)

شرح حدیث:۔

امام حافظ ابوزکریا محی الدین نووی علیہ الرحمۃ (وصال ۶۷۶ھ) نے کہا یہ حدیث بہت عظیم ہے اور اصول اسلام میں سے ایک اصل ہے، علماء کہتے ہیں، ایمان کی حلاوت کے معنی یہ ہیں کہ جب اطاعت اور مشقت کی تکالیف اٹھاتے وقت اللہ اور اس کے رسول کی رضامندی پیش نظر ہوگی تو لذت پیدا ہوگی۔ فوائد دنیا اور منافع پر اللہ اور رسول کی رضا و خوشنودی کو مقدم رکھے اور اللہ کی محبت یہ ہے کہ اس کا حکم مانے اور اس کی مخالفت کو ترک کرے، ایسا ہی رسول اللہ ﷺ کی محبت ہے، قاضی عیاض مالکی (وصال ۵۴۴ھ) علیہ الرحمۃ کہتے ہیں، جو اللہ کی الوہیت، نبی کریم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی رسالت و نبوت اور دین اسلام پر ایمان لایا اور راضی ہوا وہ ایمان کی لذت پا گیا۔ اسی طرح خالص اللہ کے لئے دوسرے مسلمان بھائی سے محبت اختیار کرے، جس شخص کا ایمان اور یقین پختہ ہے اور اس کے دل کو اطمینان ہے اور اس کا سینہ کشادہ ہے اور ایمان اس کے گوشت اور خون میں اثر کر گیا ہے وہ کبھی بھی کفر کو اختیار کرنے سے شدید نفرت کرے گا، یہی وہ شخص ہے کہ جس نے ایمان کی مٹھاس حاصل کر لی، اور اللہ کے لئے کسی سے محبت رکھنا پھل ہے اللہ کی محبت کا۔ اور بعض نے کہا اللہ کی محبت یہ ہے کہ اپنے دل کو اللہ کی مرضی کے موافق کر دے تو جو اللہ کو پسند ہو وہی اس کو پسند ہوگا اور جو اللہ کو ناپسند ہے وہ اس کو بھی ناپسند ہو اور اس امر میں متکلمین کی عبارتیں مختلف ہیں لیکن مطلب ایک ہی ہے اور حاصل یہ ہے کہ محبت میلان اور خواہش کا جذبہ ہے، کبھی یہ میلان ان اشیاء کی طرف ہوتا ہے جو طبعی طور پر انسان کو مرغوب و پسندیدہ ہیں، جیسے خوبصورتی، خوش آوازی اور لذت طعام اور کبھی ان اشیاء کی طرف میلان طبعی ہوتا ہے، جن کا حسن ہمیں عقل سے معلوم ہوتا ہے، جیسے صالحین کی محبت، علماء کی محبت اور صاحبان فضل و کمال کی محبت اور کبھی یہ میلان اس وجہ سے ہوتا ہے کہ کسی نے احسان کیا ہو اور نقصان اور مصیبت سے بچایا ہو، یہ معانی کلی طور پر نبی مکرم ﷺ کی ذات میں موجود ہیں، آپ ﷺ ظاہری حسن و جمال باطنی کمال، اور انواع فضائل کے جامع ہیں اور اسی کا صدقہ ہے کہ آپ ﷺ کا احسان تمام ملت اسلامیہ پر ہے کہ انہیں صراط مستقیم پر چلایا، ہمیشہ رہنے والی نعمتیں عطا فرمائیں اور جہنم کے عذاب سے بچایا۔"(۴۱)

قارئین محترم! گذشتہ صفحات میں امام بخاری علیہ الرحمۃ (وصال ۲۵۶ھ) کی نقل کردہ حدیث شریف بعنوان "محبت رسول" پڑھ چکے ہیں۔اسی حدیث شریف کو دیگر محدثین ومرتبین کتب احادیث نے بھی نقل کیا ہے۔امام مسلم بن حجاج قشیری نیشاپوری (وصال ۲۶۱ھ) علیہ الرحمۃ نے اپنی مرتب کردہ "صحیح مسلم" میں بھی یہ روایت حضرت انس ﷜ نقل کیا ہے امام مسلم علیہ الرحمۃ اس حدیث شریف کو "باب وجوب محبۃ رسول اللہ ﷺ" کے تحت بیان کرتے ہیں۔اس کی شرح میں امام نووی علیہ الرحمۃ (وصال ۶۷۶ھ) نے خوب کلام فرمایا ہے، ملاحظہ کیجئے۔

شرح وجوب محبت رسول اللہ ﷺ:۔

امام ابوسلیمان الخطابی (وصال) علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ وہ محبت مراد نہیں ہے جو طبعی ہوتی ہے یا غیر اختیاری ہوتی ہے بلکہ مقصود اختیاری محبت ہے تو مطلب یہ ہے کہ تم ان کی (ﷺ) رضا کی طلب کے لئے اپنے نفس کو ان (ﷺ) کی اطاعت میں معروف ومشغول رکھو یہی سچی محبت ہے۔محدث ابوالحسن علی بن عبدالملک بن بطال علیہ الرحمۃ اور قاضی عیاض (وصال ۵۴۴ھ) علیہ الرحمۃ نے کہا: محبت تین قسم کی ہوتی ہے ایک تو بزرگی کی وجہ سے جیسے بیٹے کی محبت باپ کے لئے اور شاگرد کی محبت استاذ کے لئے۔دوسری محبت شفقت ورحمت کے اظہار کے لئے جیسے ماں، باپ کو اولاد سے ہوتی ہے۔تیسری محبت کا تعلق ہمشکل اور ہم جنس ہونے کے باعث ہے جیسے تمام انسان۔پس نبی کریم ﷺ نے تمام اصناف محبت کو اپنی محبت میں جمع کیا ہے، ابن بطال علیہ الرحمۃ نے کہا حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جس کا ایمان کامل ہے اسے اس بات کا یقین کامل ہوگا کہ نبی کریم ﷺ کا حق اس پر اس کے باپ، بیٹے اور تمام انسانوں سے بھی زیادہ ہے کیوں کہ انہی کے صدقے وطفیل ہم نے دوزخ سے نجات اور گمراہی سے نکل کر ہدایت پائی ہے۔قاضی عیاض نے کہا رسول اللہ ﷺ کی محبت میں یہ امر داخل ہے کہ آپ ﷺ کے طریقہ (سنت) کی نصرت (اشاعت) اور اعتراضات بر شریعت کا جواب دینا اور سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملاقات کی تمنا رکھنا اگر چہ جان اور مال سے تصدق وقربان ہوجائے اور جب یہ بات معلوم ہوئی تو ثابت ہوا کہ ایمان کی حقیقت آپ کی محبت کے بغیر مکمل نہیں ہوتی اور ایمان صحیح نہیں ہوتا جب تک رسول اللہ ﷺ کی قدر ومنزلت دل میں ماں، باپ، بزرگ، محسن وغیرہ سب سے زیادہ نہ ہو بے شک جس کا یہ عقیدہ نہیں وہ ہرگز مسلمان نہیں۔" (۴۲)

ہمہ گیر محبوبیت کا تقاضہ:۔

آقائے دوجہاں مالک کون ومکاں کی قدر ومنزلت اور محبوبیت وعظمت یہ ہے کہ جملہ مخلوقات از عرش تا فرش (ماورائے افق، وہ غیر مادی کائنات ہو یا تحت آسمان یہ مادی کائنات ہو) سب کچھ مصطفیٰ جان رحمت ﷺ ہی کی وجہ سے ہے کہ آپ ﷺ وجہ تخلیق کائنات اور باعث ایجاد عالمین ہیں، اسی وجہ سے آپ سب سے افضل و اعلیٰ ہیں آپ کے محاسن وکمالات نے تمام عالمین کا احاطہ کیا ہوا ہے۔مخلوق میں ہر ایک کی قابلیت وفضیلت کا احصاء (شمار) ممکن ہے مگر صاحب لولاک ﷺ کے فضائل و خصائل اور شمائل کا شمار کرنا ممکن ہی نہیں۔جب کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے وعدہ کے مطابق آپ ﷺ کے درجات بلند سے بلند تر فرمار ہا ہے۔جی ہاں! درج ذیل آیت ملاحظہ فرمائیے۔

آیت مقدسہ:۔

وَ لَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی ٥ (۴۳)

(ترجمہ) اور بے شک پچھلی (آنے والی ساعت) تمہارے لئے پہلی (گذری ہوئی ساعت) سے بہتر ہے۔ (۴۴)

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں مفسرین کرام رحمھم اللہ کے چار اقوال ہیں،

اول یہ کہ برزخی زندگی، دنیاوی زندگی سے بہتر ہے، پیارے کریم آقا ﷺ کی روح مقدسہ برزخ میں بہترین مقام میں ہے اور بہترین مقام حضور اکرم ﷺ کا جسم اطہر اور قبر انور ہے جو جنت ہی نہیں بلکہ عرش عظیم سے بھی افضل ہے، آپ کی روح مقدسہ تمام عالم میں تصرف فرمانے کا اختیار (باذن اللہ تعالیٰ) رکھتی ہے۔

دوم یہ کہ اخروی زندگی مراد ہو تو اس کی تفاصیل میں طویل کلام ہوسکتا ہے، اخروی زندگی میں تمام نبیوں رسولوں کے حق میں آپ ﷺ کی گواہی، حوض کوثر سے آپ ﷺ کے دست اقدس کے ذریعہ سیرابی، لواء الحمد (آپ ﷺ کے پرچم کے سایہ میں ایمان والوں کا جمع ہونا) وسیلہ، مقام محمود، شفاعت کبریٰ وغیرہ۔

تیسرا قول یہ کہ ہر آخری ساعت (گھڑی) آپ کے لئے پہلی گھڑی سے افضل ہے کہ ہر لحہ ہر آن آپ ﷺ کے درجات بلند ہوتے رہیں گے۔

چوتھا قول یہ کہ آپ ﷺ کے توسل اور آپ ﷺ کے وجود مسعود کے باعث لوگوں کی دنیا سے بہتر ان کی آخرت ہوگی یعنی جو آپ ﷺ کو دنیا میں چھوڑ دے گا، وہ آخرت میں رسوا ہوگا۔اور جو دنیا میں دامن مصطفیٰ ﷺ کو تھامے رہا، آخرت میں راحتیں اور نعمتیں اسی کو حاصل ہوں گی۔ (۴۵)

حضرت ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری علیہ الرحمۃ سورۂ والضحیٰ کی متذکرہ آیت کی تفسیر میں خوب کلام فرماتے ہیں، "آپ ﷺ پر آپ ﷺ کے رب کے لطف وکرم اور انعام واحسان کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہے گا، ہر آنے والی ساعت گذری ہوئی ساعت سے، ہر آنے والی گھڑی گزری ہوئی گھڑیوں سے، ہر آنے والی حالت گذشتہ حالات سے اعلیٰ سے اعلیٰ، بہتر سے بہتر اور ارفع سے ارفع ہوگی، اس ایک جملہ سے کفار کے طعن وتشنیع اور الزام تراشیوں کا سد باب بھی ہوگیا اور اسلام کے درخشاں مستقبل کے بارے میں نوید جانفزا بھی سنادی۔دعوت اسلام کے ابتدائی دور کا تصور کیجئے جس میں یہ سورت نازل ہوئی گنتی کے چند افراد نے اس دین حق کو قبول کیا تھا، باقی تمام اہل مکہ حضور ﷺ کے خون کے پیاسے تھے، انھوں نے عزم مصمم کرلیا تھا کہ اسلام کے چراغ کو بجھا کر رہیں گے، توحید کا یہ گلشن جو مصطفیٰ ﷺ لگارہے ہیں اس کا ایک ایک پودا جڑ سے اکھیڑ پھینکیں گے۔اس وقت کون یہ خیال کرسکتا تھا کہ یہ دین چند سالوں میں اتنی ترقی کر جائے گا کہ سارا جزیرۂ عرب اس کے نور سے جگمگانے لگے گا۔اس نبی مکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ وہ عزت وسروری اور شان محبوبی عطا فرمائے گا کہ آج جو خون کے پیاسے ہیں کل اشارۂ ابرو پر اپنی جانیں قربان کرنا سعادت سمجھیں گے اور حضور کے وضو کا پانی نیچے نہیں گرنے دیں گے اس کو اپنے چہروں اور سینوں پر مل لیں گے۔حضرت عبداللہ بن عباس ﷜ فرماتے ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے (پردہ فرمانے) کے بعد امت جو فتوحات کرے گی وہ سب کی سب حضور ﷺ کو دکھائی

گئیں جسے دیکھ کر حضور بہت مسرور ہوئے، اسی وقت حضرت جبرئیل یہ آیت لے کر نازل ہوئے وَلَلۡاٰخِرَۃُ خَیۡرٌ لَّکَ مِنَ الۡاُوۡلٰی یعنی ہماری نوازشات صرف ان فتوحات ہی میں منحصر نہیں بلکہ آپ کی ہر آنے والی شان پہلی شان سے اعلیٰ و بالا ہوگی۔(۴۶)

تعظیم وتوقیر رسول ﷺ:۔

اللہ تعالیٰ عزوجل نے حکم فرمایا ہے آیت مقدسہ: اِنَّا اَرۡسَلۡنٰکَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیۡرًا o لِّتُؤۡمِنُوۡا بِاللّٰہِ وَرَسُوۡلِہٖ وَ تُعَزِّرُوۡہُ وَ تُوَقِّرُوۡہُ وَ تُسَبِّحُوۡہُ بُکۡرَۃً وَّ اَصِیۡلًاo(۴۷)

(ترجمہ) بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر وناظر اور خوشی اور ڈر سناتا، تا کہ اے لوگو! تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم وتوقیر کرو اور صبح وشام اللہ کی پاکی بولو۔(۴۸)

برادران وخواہران اسلام! آپ غور کریں، اس آیت میں اللہ رب العالمین نے اپنی تسبیح سے پہلے اپنے محبوب رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم وتوقیر یعنی آداب غلامانہ وخادمانہ بجالانے کا حکم دیا ہے۔

آیت مقدسہ:۔

"فَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا بِہٖ وَعَزَّرُوۡہُ وَنَصَرُوۡہُ وَاتَّبَعُوا النُّوۡرَ الَّذِیۡۤ اُنۡزِلَ مَعَہٗۤ اُولٰٓئِکَ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَo " (۴۹)

(ترجمہ)"تو وہ جوان پر ایمان لائیں اور اس کی تعظیم کریں اور اسے مدد دیں اور اس نور کی پیروی کریں جو اس کے ساتھ اترا، وہی بامراد ہوئے۔"(۵۰)

آیت مقدسہ:۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَطِیۡعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ وَ اُولِی الۡاَمۡرِ مِنۡکُمۡ ج فَاِنۡ تَنَازَعۡتُمۡ فِیۡ شَیۡءٍ فَرُدُّوۡہُ اِلَی اللّٰہِ وَ الرَّسُوۡلِ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰہِ وَ الۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ ط ذٰلِکَ خَیۡرٌ وَّ اَحۡسَنُ تَاۡوِیۡلًاo(۵۱)

(ترجمہ) "اے ایمان والو! حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور ان کا جو تم میں حکومت والے ہیں پھر اگر تم میں کسی بات کا جھگڑا اٹھے تو اسے اللہ اور رسول کے حضور رجوع کرو۔ اگر اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہو یہ بہتر ہے اور اس کا انجام سب سے اچھا"(۵۲)

متذکرہ آیات مقدسہ کا مفہوم اس منشائے الٰہی کا تقاضا کرتا ہے کہ میرے محبوب ﷺ کی محبت تمہاری رگوں میں دوڑنے والے خون سے بھی زیادہ تیز محو گردش ہو اور گرم خون سے زیادہ تمہیں حرارت دے وہ حرارت جو ایمان کو گرمائے اور کفر وباطل کے جمود کو پاش پاش کردے۔

کلام وشہر رسول ﷺ کی تعظیم:۔

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ والرضوان مدینۃ المنورہ میں محض اس لئے سواری پر سوار نہیں ہوتے تھے کہ یہ تعظیم وتوقیر کے منافی ہے، محض اس لئے ننگے پیر رہتے تھے کہ چپل پہننا خلاف ادب ہے، شہر مقدس میں محض اس لئے بول و براز (حوائج ضروریہ) نہیں کرتے تھے کہاس شہر کی پاکیزگی کے منافی ہے۔

درس حدیث کی مسند پر پورے آداب اور شان کے ساتھ رونق افروز ہوتے، غسل کرتے، پاکیزہ اور اجلا بے داغ لباس زیب تن کرتے، لباس اور دستار و عمامہ شریف کو معطر کرتے، مسند پر بیٹھ کر حمد الٰہی بیان فرماتے پھر درود شریف پڑھتے اور احادیث سناتے۔

ایمان افروز واقعہ:۔

ایک مرتبہ دوران درس امام مالک کے چہرہ پر تکلیف کے آثار نظر آئے، چہرہ متغیر ہوا، رنگ زرد پڑ گیا، بے چینی کے باوجود آپ حدیث شریف کا درس دیتے رہے، جب اپنے معمول کے دورانیے کے مطابق آپ درس مکمل فرما چکے تو مسند سے نیچے تشریف لائے لوگوں نے پوچھا کہ آپ دوران درس کسی تکلیف میں مبتلا تھے، تو آپ نے اپنی قمیص اٹھائی، جس میں سے ایک بچھو نکلا، آپ نے بتایا کہ دوران درس اس نے مجھے چھ مرتبہ ڈنگ مارا، مگر میں نے احترام حدیث میں درس ترک نہیں کیا، میرا کیا ہے؟ زندہ رہوں یا نہیں جو ہو سو ہو۔ مگر حدیث مصطفیٰ ﷺ کا احترام مقدم ہے۔

گستاخ کو کون معاف کرے؟

قارئین محترم! ابلاغیات (Media) کے ذرائع مختلف عالمی سطح کے مذہبی، سیاسی اور سماجی راہنماؤں کے تبصرے نشر وشائع کر رہے ہیں، ان عالمی راہنماؤں میں سے چند دانشوروں اور مدبروں نے عالم اسلام سے یہ سفارش کی ہے کہ گستاخ کارٹونسٹ و مدیران جرائد کی معذرت کے بعد ان بدترین مجرموں کو معاف کر دیا جائے۔ ایک تعجب انگیز امر یہ ہے کہ اسلامی کانفرنس تنظیم (O.I.C) کے سیکریٹری جنرل ڈاکٹر اکمل الدین احسان اوغلو نے کہا ہے کہ "توہین آمیز خاکے بنانے والے کارٹونسٹ کے خلاف بعض علماء کی طرف سے قتل کا فتوی درست نہیں" (روزنامہ جنگ کراچی، ۲۲ فروری ۲۰۰۶ء (فرنٹ پیج) صفحہ اول جلی سرخی کے تحت) اس کا مطلب ہے کہ وہ بھی ان بدترین مجرموں کو معاف کرنے کا اپنا ذاتی عندیہ دے چکے ہیں۔ اس کے برعکس دوسرا تعجب خیز بیان سابق امریکی صدر بل کلنٹن کا ہے جو ۱۷ فروری ۲۰۰۶ء کو اسلام آباد میں صحافیوں سے گفتگو کرتے ہوئے دوٹوک الفاظ میں یہ کہہ چکے ہیں، "میں توہین آمیز خاکوں کی اشاعت سے اختلاف رکھتا ہوں، یہ مذہبی اور اخلاقی اقدار کے خلاف ہیں، پرامن احتجاج مسلمانوں کا حق ہے اور انھیں پرامن احتجاج پر کوئی اعتراض نہیں ہے تاہم یہ تشدد اور توڑ پھوڑ کا وقت نہیں ہے بلکہ یہ دنیا میں بین المذاہب ہم آہنگی کو فروغ دینے اور اس مسئلہ پر اکھٹے کھڑے ہونے کا وقت ہے، مذہبی عقائد کا ہر قیمت پر احترام کیا جانا چاہئے اور کسی بھی میڈیا کو لوگوں کے مذہبی جذبات سے کھیلنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ امریکا میں لوگوں نے ان خاکوں کی اشاعت کی مذمت کی ہے اور انہیں اس پر گہری تشویش ہے وہ لوگ اسلام کی عزت کرتے ہیں، امریکا میں "اسلام" تیزی سے پھیلنے والا مذہب ہے۔ جن ممالک میں ان خاکوں کو شائع کیا گیا ہے ان ممالک ہی پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ ان خاکوں کو شائع کرنے والوں کو سزا دیں" (نمائندہ جنگ، اے پی پی۔ روزنامہ "جنگ" کراچی ہفتہ ۱۸ فروری ۲۰۰۶ء، زیر لوح، جلی سرخی)

بعض عالمی مبصرین کا معافی کے لئے سفارش کرنے کا عمل بھی ناقابل معافی ہے۔ اس ضمن میں راقم اپنے قارئین کی توجہ کے لئے فقہاء ملت کے مرتب کردہ اصول کی روشنی میں یہ پیراگراف سپرد قلم کر رہا ہے۔ فرض کریں کہ ناموس رسالت مآب ﷺ

کی پاسبانی کے قوانین وضابطوں اور اخلاق وحقوق انسانی کی اعلیٰ ترین قدروں کے تسلیم کر لیئے جانے کے بعد، اور فرض کریں کہ اس کے تحت توہین رسالت کا ارتکاب کرنے والوں کے خلاف عدالتی کاروائی جب اس موڑ پر آ جائے کہ مرتکبین جرم کے اعتراف کے بعد معذرت کے خوستگار ہوں، تو اسلامی عدالت کیا کرے؟

وفاقی شرعی عدالت اسلام آباد کے جسٹس ڈاکٹر فدا محمد خان لکھتے ہیں، "حضور اکرم ﷺ رحمۃ للعالمین ہیں اور امت پر آپ کی شفقت ورحمت بے مثال رہی ہے، اس لئے آپ ﷺ کو اختیار حاصل تھا کہ اپنے دور میں، جو اسلام کے آغاز اور ارتقاء کا دور تھا، اس سلسلے میں سختی ونرمی اور عفوودرگذر کی ایسی مثالیں قائم فرمائیں جو اس وقت کے حالات سے مناسبت رکھتی ہوں لیکن امت مسلمہ کے کسی فرد کا یہ حق کبھی تسلیم نہیں کیا گیا کہ وہ اس ضمن میں خود اس قسم کی حرکتوں پر معافی نامہ جاری کر سکے۔ امت کا مفاد بھی اس کا متقاضی ہے کہ اس عظیم ترین مرکزی شخصیت ﷺ کے حقوق اور مفادات کا دفاع کرے تا کہ معاشرہ میں امن وامان برقرار رہے اور افراد کی اصلاح کے لئے بھی ضروری ہے کہ اس مثالی شخصیت ﷺ کے ساتھ عقیدت ومحبت میں ذرہ بھر بھی کمی نہ ہو۔ عشق رسول ﷺ لازمہ ایمان ہے اور ہر مسلمان کے رگ وپے میں خون کی طرح جاری وساری ہے حقیقی مسلمان کبھی بھی یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ کوئی دریدہ دہن شان رسالت مآب ﷺ میں کسی گستاخی کا بھی مرتکب ہو۔ تاریخ شاہد ہے کہ ادنیٰ سے ادنیٰ مسلمان نے بھی اپنے خونی رشتہ داروں کے ضمن میں چشم پوشی یا عفوودرگزر سے تو کام لیا ہوگا، مگر ختم المرتبت، رسالت ماب ﷺ کی شان اقدس میں کبھی بھی رو رعایت کا روادار نہیں"۔ (ناموس رسول اور قانون توہین رسالت، مطبوعہ لاہور، صفحہ ۲۰)

غزالی زماں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی نور اللہ مرقدہ اپنی تحریر میں بعض منافقین کی گستاخی ودریدہ دھنی پر آقائے کائنات ﷺ کا حداً قتل کی سزا نہ دینے کو اختیارات مصطفیٰ سے تعبیر کرتے ہیں اور یہ علماء وفقہاء کے نزدیک مسلمہ عقیدہ ہے کہ حضور سید عالم ﷺ "مختار کل" ہیں۔ قبلہ کاظمی صاحب لکھتے ہیں،

"یہاں اس شبہ کو دور کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ اگر توہین رسول کی سزا حداً قتل کرنا ہے تو کئی منافقین نے حضور ﷺ کی صریح توہین کی بعض اوقات صحابہ کرام نے عرض کی کہ حضور! ہمیں اجازت دیں کہ ہم اس گستاخ منافق کو قتل کر دیں، لیکن حضور ﷺ نے اجازت نہیں دی"۔

علامہ کاظمی علیہ الرحمۃ نے اجازت نہ دینے کی متعدد وجوہات لکھنے کے بعد "گستاخ کی سزا قتل ہے" کے عنوان سے دلیل دیتے ہوئے لکھا ہے،

"منافقین کے ارتکاب توہین کے موقع پر صحابہ کرام کا حضور سے ان کے قتل کی اجازت طلب کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ صحابہ کرام جانتے تھے کہ گستاخ رسول کی سزا قتل ہے۔ گستاخان شان رسالت ابو رافع یہودی اور کعب بن اشرف کو قتل کرنے کا حکم رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو دیا تھا اس حکم کی بنا پر صحابہ کرام کو علم تھا کہ حضور ﷺ کی شان میں توہین کرنے والا قتل کا مستحق ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے لئے جائز تھا کہ وہ اپنے گستاخ اور موذی کو اپنی حیات میں معاف فرما دیں، لیکن امت کے لئے جائز نہیں کہ وہ حضور کے گستاخ کو معاف کر دے۔ (گستاخ رسول کی سزا قتل، ناشر مرکزی مجلس رضا لاہور، صفحہ ۲۶، ۲۷)

گستاخ رسول کو اللہ تعالیٰ بھی معاف نہیں فرماتا:۔

حضور سید المرسلین، محبوب رب العالمین ﷺ خالق کائنات جل شانہ کے ایسے محبوب ہیں کہ ان ہی کی خاطر زمین وآسمان اور کل کائنات کو نہ صرف تخلیق فرمایا بلکہ بنانے والے نے یہ اعلان بھی فرمایا، "کہ میری الوہیت، ربوبیت وخلاقیت کا اظہار محض اس لئے ہے کہ محبوب محمد رسول اللہ ﷺ کی تخلیق مقصد ہے"۔ (حدیث قدسی) حدیث قدسی کا مفہوم یہ ہے کہ اظہار ربوبیت اس لئے ہوا کہ تخلیق محمدی کا ارادہ ہوا، لہٰذا ربوبیت والوہیت کا اظہار بھی جلوہ محمدی ہی کے لئے ہوا، اور ازاں بعد تخلیق کائنات وموجودات پر اللہ تعالیٰ کی شان خلاقیت وربوبیت کی صفات کو محبوب معظم ﷺ نے آشکار فرمایا۔ موجودات ومخلوقات نے آپ ﷺ کے وجود مبارک کو اپنے درمیان پا کر آپ کے ذریعے سے خالق کا پتہ حاصل کیا۔ خلاصہ کلام یہ فارمولا ہے۔

(خالق کائنات) اللہ تعالیٰ کی التفات ومرکز توجہ محمد مصطفیٰ ﷺ

محمد مصطفیٰ ﷺ کی شان عبدیت اللہ تعالیٰ جل شانہ کے لئے

جملہ مخلوق وموجودات کے لئے مرکز نگاہ آقائے کائنات حضور رحمۃ اللعالمین ﷺ

یہ مخلوق اپنے وجود کے لئے محبوب خدا ﷺ کی مرہون منت ہے اس لئے قول وعمل اور اشارہ وکنایہ یعنی رائے کے اظہار کے ہر اعتبار سے مخلوق کو مدح وثنا کا خوگر (یعنی عادی) ہونا چاہئے۔ تو اس عمل پر اللہ تعالیٰ راضی وخوشی ہوتا ہے۔ جب کہ اس کے محبوب کے لئے جو موذی ثابت ہو، اس پر رب مصطفیٰ، ذوالجلال اور منتقم (یعنی انتقام لینے والا) ہوتا ہے، جس کے نتیجے میں کبھی (اسباب عادیہ کے بغیر) خود ہی اپنے محبوب کے گستاخ کو دھرتی کا بوجھ نہیں بننے دیتا اور کبھی (اسباب عادیہ کے ساتھ) اپنا قانون اپنے محبوب ﷺ کے غلاموں میں جاری فرما کر ملت اسلامیہ کے ایمان (یعنی عشق رسول ﷺ) کا امتحان لیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

(آیت ۱) اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَھُمْ عَذَاباً مُّھِیْناً (پارہ ۲۲، سورۃ الاحزاب آیت ۵۷) (ترجمہ) بے شک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے ان کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ (کنز الایمان)

(آیت ۲) لَئِنْ لَّمْ یَنْتَہِ الْمُنَافِقُوْنَ وَالَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِھِمْ مَّرَضٌ وَّالْمُرْجِفُوْنَ فِی الْمَدِیْنَۃِ لَنُغْرِیَنَّکَ بِھِمْ ثُمَّ لَایُجَاوِرُوْنَکَ فِیْھَا اِلَّا قَلِیْلاً مَّلْعُوْنِیْنَ اَیْنَمَا ثُقِفُوْا اُخِذُوْا وَ قُتِّلُوْا تَقْتِیْلاً ٥ (پارہ ۲۲، سورۃ الاحزاب، آیات ۶۰، ۶۱) (ترجمہ) اگر باز نہ آئے منافق اور جن کے دلوں میں روگ ہے اور مدینہ میں جھوٹ اڑانے والے (یعنی افواہ) تو ضرور ہم تمہیں ان پر شہ (زور) دیں گے پھر وہ مدینہ میں تمہارے پاس نہ رہیں گے مگر تھوڑے دن پھٹکارے ہوئے، جہاں کہیں ملیں پکڑے جائیں اور گن گن (یعنی چن چن) کر قتل کئے جائیں۔ (کنز الایمان)

یہ آیت مقدسہ شاتم رسول کو قتل کرنے پر قوی دلیل فراہم کرتی ہے۔

ڈنمارک کے یہودی اخبار کا ڈرامہ:

۱۹ فروری ۲۰۰۶ء بروز اتوار ڈنمارک کے اخبار ''یا لینڈز

پوسٹین{Jyllands-Posten} کے ایڈیٹر انچیف ''کارسٹن پوستے'' کی طرف سے دنیا بھر کے مسلمانوں کو لکھے گئے ایک بیان میں توہین آمیز خاکوں سے لاتعلقی کا اظہار کیا ہے اور کہا ہے کہ میں مسلمانوں کے جذبات کو ٹھیس پہنچانے پر معافی مانگتا ہوں ہم نے یہ خاکے دل آزاری کیلئے نہیں چھاپے تھے۔ انہوں نے کہا کہ ہم ہر شخص کی دل سے عزت کرتے ہیں۔ ڈنمارک میں اظہار رائے کی اور مذہبی آزادی ہے خاکوں کی اشاعت سے کئی غلط فہمیاں پیدا ہوئیں اور جو کچھ بھی ہوا وہ جان بوجھ کر نہیں کیا گیا۔ تفصیلات کے مطابق ''یالینڈز پوسٹین'' کے ایڈیٹر انچیف کا یہ معافی نامہ عرب ممالک کے مختلف اخبارات میں شائع ہوا ہے جن میں ''الشرق الاوسط''، ''الریاض'' اور ''الجزیرہ'' شامل ہیں ان عرب اخبارات نے اس معافی نامے کو صفحہ اول پر بڑے الفاظ میں شائع کیا۔ کارسٹن پوستے نے کہا کہ ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارے خاکوں کا مقصد کسی کو ٹھیس پہنچانا نہیں تھا اور نہ یہ عمل ڈنمارک کے قوانین کے خلاف تھا، تاہم اس سے مسلمانوں کے جذبات مجروح ہوئے ہیں جس کیلئے ہم معافی چاہتے ہیں، ہم یہ خاکے شائع کرنے پر معذرت کرتے ہیں۔ جس کی وجہ سے ڈنمارک اور ڈنمارک کے شہریوں کے بارے میں غلط فہمیاں پیدا ہوئی ہیں۔ اور انہیں غلط فہمیوں کی وجہ سے ڈنمارک کی اشیاء کا بائیکاٹ کیا گیا۔ (روزنامہ ''جنگ'' کراچی، پیر، ۲۰ فروری ۲۰۰۶ء، صفحہ اول، جلی سرخی زیر لوح)

قارئین محترم! اخبار کے ایڈیٹر انچیف نے جس ڈرامائی انداز سے معذرت نامہ شائع کیا ہے اور خصوصیت سے اس کی اشاعت عرب اخبارات میں کروائی گئی جہاں ڈنمارک کی متعدد مصنوعات خصوصاً ڈیری مصنوعات کے حوالے سے نفع بخش مارکیٹ قائم ہے۔ اس معافی نامہ کو مسلم امہ کے اکثر راہنماؤں نے مسترد کیا ہے اور ناقابل قبول کہا ہے کیونکہ ڈنمارک کی حکومت نے محض تجارتی خسارہ سے بچنے کیلئے معافی نامہ جاری کرنے کی خاطر اخبار کے ایڈیٹر انچیف پر دباؤ ڈالا تھا۔ متذکرہ معذرت نامہ میں ایک بڑا جھوٹ بھی لکھا گیا کہ ڈنمارک کے قوانین کے مطابق ایسے کارٹون شائع کرنا منع نہیں ہے۔ اس کی تفصیل راقم اگلے پیراگراف میں درج کرے گا۔ اس سے قبل اس ڈرامہ کا ڈراپ سین دیکھئے کہ ڈرامائی معافی نامہ کی اشاعت کے چار دن بعد معافی مانگنے والے ایڈیٹر انچیف ''کارسٹن پوستے'' مضحکہ خاکے شائع کرنے کی جرأت رکھنے کی بنیاد پر انعام کے حقدار قرار پائے۔ اور سخت حفاظتی پہرے میں اپنا انعام وصول کرنے کیلئے تقریب میں پہنچے۔

عالمی راہنماؤں کیلئے لمحۂ فکریہ:

عالمی راہنماؤں کو فیصلہ کرنا چاہئے کہ ایڈیٹر کی معافی کی حیثیت کیا ہے؟ اگر خلوص سے معافی مانگی ہے تو انعام کی وصولی کے عمل کو کس پیمانے میں تولا جائے؟ صحافتی اخلاص یا شیطانی مفاد۔

وصولی انعام کی خبر:

کوپن ہیگن (اے ایف پی) ڈنمارک میں توہین آمیز خاکے شائع کرنے والا اخبار ''یالینڈز پوسٹین'' کیلئے صحافت کے انعام کا اعلان کیا گیا ہے۔ اخبار کیلئے یہ انعام اظہار رائے کی آزادی کا دفاع کرنے اور خاکے شائع کرنے پر دیا گیا ہے۔ اے ایف پی کے مطابق انعام دینے والی کمیٹی کے مطابق ''یالینڈز پوسٹین'' نے صحافت کی آزادی کے حوالے سے سب کی آنکھیں کھول دی ہیں اور اخبار کی کارکردگی نے اظہارِ رائے کی آزادی میں حائل رکاوٹیں منظر عام پر پیش کی ہیں۔ انعام دینے والی کمیٹی اور میگزین ''ایکسترا ابلادیت'' کے ایڈیٹر ''ہانس انجیل'' کی جانب سے مذکورہ وکٹر پرائز ''یالینڈز پوسٹین'' کے ایڈیٹر انچیف ''کارسٹن پوستے'' کو دیا گیا۔

''ہانس انجیل'' نے اپنے بیان میں کہا کہ ''یالینڈز پوسٹین'' اخبار نے جو بھی کیا وہ اس کی ذمہ داری تھی اور اس کی ذمہ داری اظہارِ رائے کی آزادی کا بھرپور استعمال کرنا ہے۔

''یالینڈز پوسٹین'' اخبار کے ایڈیٹر انچیف انتہائی سخت حفاظتی پہرے میں انعام لینے کی تقریب میں پہنچے۔ انہوں نے اپنے بیان میں کہا کہ موجودہ وقت میں اظہارِ رائے کی آزادی کو شدید خطرات کا سامنا ہے۔ (روزنامہ جنگ کراچی ہفتہ ۲۵ فروری ۲۰۰۶ء، صفحہ ۱۶، کالم ۳)

ایڈیٹر کی کذب بیانی اور ڈنمارک کا قانون:

اخبار ''یالینڈز پوسٹین'' کے ایڈیٹر انچیف ''کارسٹن پوستے'' کے معافی چاہنے میں احساسِ ندامت اور شرمندگی کا رتی برابر بھی عنصر نظر نہیں آتا۔ اول یہ کہ تحریری معذرت نامہ کے آخر میں بیان دہندہ یا عرض کنندہ کے طور پر کوئی دستخط ہی نہیں ہیں۔ دوم یہ کہ معافی نامہ خالصتاً سیاسی مفادات کے حصول کیلئے تحریر کیا گیا۔ سوم یہ کہ معافی نامہ میں بڑی ڈھٹائی سے مضحکہ خاکوں کی اشاعت کو جائز سمجھتے ہوئے اپنی نیت کا اظہار کیا ہے کہ ہماری نیت مسلمانوں کی دل آزاری نہیں تھی۔ چہارم یہ کہ معذرت نامہ میں ڈنمارک کے قوانین کا حوالہ دے کر اپنے مکروہ اقدام کو جائز قرار دیا ہے۔ حالانکہ یہ قطعی غلط ہے، اس ضمن میں راقم اپنے مطالعہ کا خلاصہ روزنامہ ''نوائے وقت'' کے ادارتی صفحہ پر مورخہ ۲۰ فروری ۲۰۰۶ کو شائع ہونے والے جناب ڈاکٹر حسین احمد پراچہ کے کالم ''حکم اذاں'' میں ایک مضمون بعنوان ''یورپ کا خدا'' سے حاصل کردہ یہ چند سطریں آنکھیں کھول دینے کیلئے کافی ہیں۔

''ڈنمارک کے قانون کی دفعہ 266-B کے تحت اگر کوئی شخص ایسا بیان دیتا ہے یا ایسی تحریر شائع کرواتا ہے جس سے نسلی تعصب، جنس، رنگ یا اعتقاد کی بنا پر کسی کو نشانہ تضحیک بنایا جاتا ہے تو ایسے شخص کے خلاف سخت کاروائی کی جائے گی۔ جس میں جرمانہ اور دو سال تک کی قید کی سزا دی جاسکے گی۔ (روزنامہ ''نوائے وقت'' کراچی ۲۰ فروری، ادارتی صفحہ)

کلمات آخر:

وقت جہاد آ گیا:

خاکے بنانے اور چھاپنے والوں کو او آئی سی کے حوالے کرو

قارئین محترم! اقوام یورپ تو اس قطعے پر عمل کر رہے ہیں:

ہر سفید و سیاہ کر ڈالو   انتقاماً گناہ کر ڈالو
امن اپنا مقدر نہیں تو   امن عالم تباہ کر ڈالو

دلی کیفیات تو بیان نہیں کی جاسکتیں، ہمارے آقا و مولیٰ سرور کائنات، فخر موجودات علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی بارگاہ میں صریحاً اور مکرراً گستاخیاں بس یہی

وقت جہاد ہے۔ ناموس رسالت ﷺ پر حملہ، ایمان پر حملہ ہے اور شرعاً ایمان بچانے کے لیے جہاد کرنا ہوگا۔ میدان کارزار میں مسلم امہ کی صفوں کو سجانا ہوگا۔ عالمی امن کو بچانا ہوگا یہ اسی وقت ممکن ہے کہ جب اقوام مغرب و یورپ کو سبق سکھایا جائے اور اس کاز کے لیے عالم اسلام کے راہنماؤں کو الٹی میٹم دینا ہوگا، کارٹونسٹوں اور ایڈیٹروں کو اسلامی کانفرنس تنظیم کے حوالے کیا جائے بعض مسلم رہنماؤں کا مؤقف ہے کہ " دانشمندی کا تقاضا یہ ہے کہ سوچ سمجھ کر قدم اٹھایا جائے، تمام عالم اسلام کو جنگ کی بھٹی میں جھونک دینا نا قابل فہم اور حکمت عملی کے خلاف ہے، فقیر عرض کرتا ہے کہ اگر جذباتی اقدام حکمت عملی کے خلاف ہے تو طویل المیعاد حکمت عملی سے ان شاتموں اور مجرموں کو اپنی مقررہ زندگی پوری کرنے کا موقع ملے گا جو مسلم امہ کے لیے تازیانہ اور ڈوب مرنے کا مقام ہوگا کہ گستاخ رسول زندہ رہے۔

غلامان رسول، امام حسین کے نقش قدم پر چلیں:

امام عالی مقام، جگر گوشۂ بتول، سیدنا امام حسین ؓ کو بھی سمجھانے والوں نے سمجھایا تھا لیکن سنت رسول ﷺ کی توہین کرنے والے گستاخ یزید کے خلاف امام حسین نے پرچم حق بلند کیا۔ آج کے دانشور سمجھا رہے ہیں کہ یورپ کی طاقت اور اپنی قوت کا موازنہ کرو، ان کے وسائل اور ٹیکنالوجی کو دیکھو۔ فقیر ایسے دانشوروں سے پوچھنا چاہتا ہے کہ امام حسین ؓ یزید کے خلاف صف آرائے ہوئے تو آپ نے یزید کی افواج اور وسائل کو کس پیمانے پر تولا ہوگا؟

اے مسلمانو اپنا اپنا کام کر گذرو:

راقم عرض کرنا چاہتا ہے کہ اگر بعض غلامان مصطفی ﷺ جو کمانڈو ایکشن لے سکتے ہیں وہ ضرور خاکے کے بنانے اور چھاپنے والوں کو جہنم رسید کریں۔ اسلامی کانفرنس تنظیم مجرموں کو طلب کرنے کا مطالبہ کرے۔ کیا دنیا نے نہیں دیکھا؟ جب امریکہ کو یوسف رمزی اور عامل کانسی مطلوب تھے تو اسپیشل طیارہ چارٹرڈ کر کے پاکستان میں غیر قانونی طور پر داخل ہو کر ہمارے شہریوں کو گرفتار کر کے لے گئے۔ افغانستان سے مجاہدین کو گرفتار کر کے گوانتاموبے میں قید کر دیا۔ عراق کے صدر صدام حسین کو تکریت سے گرفتار کیا۔ لہٰذا عالم اسلام کے مجرموں کو ملت اسلامیہ کے حوالے کیا جائے اس لیے کہ سزا دینے کا حق مسلمان ہی کو حاصل ہے۔

مسلمان تاجروں کو چاہیے کہ یورپی یونین کے ممالک سے تجارت نہ کریں، اقتصادی بائیکاٹ کریں، مسلمان صارفین کو چاہیے کہ ان کی مصنوعات کا استعمال بند کر دیں۔ مسلم حکومتیں سفارتی تعلقات ختم کریں۔

یہود و نصاریٰ کے ایجنٹوں سے بچیں:

یہود و نصاریٰ نے اپنے ایجنٹ بھی ہماری صفوں میں چھوڑے ہوئے ہیں کہ جن کے اسلامی لباس میں ایک کافر بھیڑیا مستور و پوشیدہ ہے، ایسا ہی ایک ایجنٹ مولوی منیر شاکر ہے جس کا تعلق سرحد (فاٹا) سے ہے اس بدبخت نے کہا کہ (معاذ اللہ، العیاذ باللہ) جس مسجد میں یا رسول اللہ ﷺ لکھا ہو اور محافل میلاد ہوتی ہوں تو ایسی مساجد کو مسمار کر دینا چاہیے، یا رسول اللہ ﷺ کہنا زنا سے بھی بدتر ہے، یا علی، یا غوث، یا

خواجہ بہاؤالدین کہنا کفر ہے، امام حسین مظلوم نہیں ظالم تھے۔

اس بدبخت، خبیث منیر شاکر کو پاکستانی قانون توہین رسالت ۲۹۵ اے۔ بی اور سی کے تحت گرفتار کر کے فوری مقدمہ چلا کر سزائے موت دی جائے۔ اس ملعون منیر شاکر کے محافظ دستے نے اسی کے حکم پر احتجاج کرنے والے بعض غلامان رسول (جو حضرت پیر سیف الرحمٰن اخوندزادہ ارچی شریف کے مریدین) کو فائرنگ کر کے شہید بھی کیا ہے۔

یاد رکھیے! یہود و نصاریٰ، مجوس و ہنود ہمارے کھلے ہوئے دشمن ہیں ان کی کاروائی کھلی ہوئی ہوتی ہے تو ہم ہوشیار ہو جاتے ہیں لیکن ان کے ایجنٹ جو پونڈز اور ڈالروں پر پلتے ہیں وہ ہمارے لیے زیادہ خطرناک ہیں۔ اللہ تعالیٰ ملت اسلامیہ کو تمام کھلے اور چھپے ہوئے دشمنوں کی مکاریوں اور ریشہ دوانیوں سے محفوظ رکھے۔ (آمین)

رابطہ کے لیے:
نسیم احمد صدیقی
0333-3448008

حواشی و مراجع

۱ روزنامہ جنگ کراچی 20 فروری 2006 صفحہ 3 رپورٹ اے پی پی
۲ روزنامہ جنگ کراچی 18 فروری 2006 صفحہ 3 بعنوان احوال واقعی
۳ روزنامہ جنگ کراچی 24 جنوری 2006 صفحہ اول
۴ روزنامہ جنگ کراچی 31 جنوری 2006 صفحہ 3
۵ روزنامہ جنگ کراچی یکم تا 3 فروری (خبروں کا خلاصہ مؤلف نے پیش کیا)
۶ روزنامہ جنگ کراچی، روزنامہ نوائے وقت کراچی، روزنامہ ایکسپریس کراچی، 5 فروری تا 27 فروری تئیس دن کے شماروں کے مطالعہ کا خلاصہ مؤلف نے اپنے لفظوں میں تحریر کیا۔
۷۔ جامع المعجزات صفحہ 11
۸۔ القرآن الکریم پارہ 1، البقرہ آیت نمبر 34
القرآن الکریم پارہ 15، بنی اسرائیل آیات 61 تا 63
۹۔ سیرت ابن ہشام، جلد اول
۱۰۔ القرآن الکریم پارہ 30، سورۃ اللھب
۱۱ خصائص الکبری، امام جلال الدین السیوطی
۱۲۔ القرآن الکریم، پارہ 28، المنافقون آیت نمبر 8
۱۳۔ امام احمد رضا مجدد و محدث بریلوی، کنز الایمان
۱۴۔ تفسیر ابن کثیر جلد 4، صفحہ 448، مطبوعہ بیروت

۱۵۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری علیہ الرحمہ، بخاری شریف جلد اول صفحہ 249
امام محمد بن اسماعیل بخاری علیہ الرحمہ، بخاری شریف جلد دوم صفحہ 614
امام ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ، فتح الباری جلد 7 صفحہ 610
امام علی متقی علیہ الرحمہ، کنز العمال، جلد 10 صفحہ 502-503
۱۶ امام بخاری علیہ الرحمہ، صحیح بخاری، جلد دوم، صفحہ 576
قاضی عیاض علیہ الرحمہ، شفاء شریف
ملا علی قاری علیہ الرحمہ، شرح شفاء
علامہ خفاجی علیہ الرحمہ، نسیم الریاض، جلد 4، صفحہ 354-355
۱۷ امام شہاب الدین خفاجی علیہ الرحمہ، نسیم الریاض، جلد 4، صفحہ 360
۱۸ امام خفاجی علیہ الرحمہ، نسیم الریاض، شرح شفاء، قاضی عیاض، جلد 4، صفحہ 357
۱۹ امام خفاجی علیہ الرحمہ، نسیم الریاض، شرح شفاء، قاضی عیاض، جلد 4، صفحہ 359
۲۰ ایضا
۲۱ امام ابوداؤد سجستانی علیہ الرحمہ، سنن ابوداؤد، جلد دوم، صفحہ 251-252
۲۲ ایضا
۲۳ علامہ ابن جریر طبری علیہ الرحمہ، تاریخ الامم والملوک، جلد اول
امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ، تاریخ الخلفاء
۲۴ سنن ابوداؤد، جلد دوم صفحہ 252
امام ابن حزم الظاہری، المحلی، جلد 11، صفحہ 409، مطبوعہ مصر
۲۵ القرآن الکریم، پارہ 5، سورۃ النساء، آیات 60-61

۲۶ امام احمد رضا مجدد و محدث بریلوی علیہ الرحمہ، کنز الایمان
۲۷ امام علاؤ الدین خازن علیہ الرحمہ، تفسیر خازن، جلد اول صفحہ 461
امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ، تفسیر کبیر، جلد 4، صفحہ 120
امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ، تفسیر در منثور، جلد دوم، صفحہ 320
امام محمود آلوسی بغدادی علیہ الرحمہ، تفسیر روح المعانی، جلد 3، جزء 5، صفحہ 67
۲۸ قاضی عیاض علیہ الرحمہ، کتاب الشفاء، جلد دوم
۲۹ ابن تیمیہ، الصارم المسلول
۳۰ قاضی عیاض مالکی علیہ الرحمہ، کتاب الشفاء، جلد دوم
۳۱ قاضی عیاض مالکی علیہ الرحمہ، کتاب الشفاء، جلد دوم
۳۲ اسد الغابہ
۳۳ اسد الغابہ
۳۴ پارہ ۱۰، التوبہ آیت ۲۴
۳۵ کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن
۳۶ تفسیر نور العرفان مطبوعہ لاہور صفحہ ۳۰۳
۳۷ سیرۃ ابن ہشام جلد دوم
۳۸ بخاری شریف جلد اول صفحہ ۷
۳۹ ایضا
۴۰ صحیح البخاری جلد اول صفحہ ۷ باب حلاوۃ الایمان صحیح مسلم شریف باب بیان
خصال من اتصف بھن وجد حلاوۃ الایمان جلد اول صفحہ ۴۹

۴۱ شرح صحیح مسلم للنووی جلد اول صفحہ ۴۹
۴۲ ایضا (حوالہ مذکورہ بالا)
۴۳ پارہ ۳۰، سورۃ الضحی، آیت ۴
۴۴ کنز الایمان
۴۵ تفسیر ابن کثیر لعلامۃ حافظ اسمعیل بن کثیر دمشقی (وصال ۷۷۴ھ) جلد ۴، صفحہ
۶۷۵، تفسیر الجامع لاحکام القرآن جلد ۱۰، جز ۲۰، صفحہ ۶۴ لعلامۃ ابی عبداللہ محمد
القرطبی
تفسیر السمر قندی جلد ۳، صفحہ ۴۸۷ لعلامۃ ابی اللیث نصر بن محمد بن احمد
السمر قندی (وصال ۳۷۵ھ)
تفسیر زاد المسیر جلد ۸، صفحہ ۲۸۱ لعلامہ ابی الفرج عبدالرحمٰن بن محمد الجوزی
الحنبلی (وصال ۵۹۷ھ)
تفسیر خازن، للامام علاء الدین علی بن محمد ابراہیم البغدادی الصوفی المعروف
بالخازن شافعی (وصال ۷۴۱ھ)
تفسیر معالم التنزیل لامام ابی محمد الحسین بن مسعود البغوی الشافعی (وصال
۵۱۶ھ)
تفسیر درمنثور جلد ۶، امام جلال الدین السیوطی الشافی (وصال ۹۱۱ھ)
تفسیر روح المعانی جلد ۳۰، صفحہ ۳۸۶، ۳۸۷، لعلامۃ ابی الفضل شہاب الدین
محمود آلوسی بغدادی (وصال ۱۲۷۰ھ)
تفسیر نور العرفان حاشیہ کنز الایمان مفتی احمد یار خاں نعیمی صفحہ ۶۴،

۴۶ تفسیر ضیاء القرآن جلد پنجم، صفحہ ۵۸۶، ۵۸۷
۴۷ پارہ ۲۶، سورۃ الفتح، آیت ۸، ۹
۴۸ کنز الایمان
۴۹ پارہ ۹، سورۃ الاعراف، آیت ۱۵۷
۵۰ کنز الایمان
۵۱ پارہ ۵، النساء، آیت ۵۹
۵۲ کنز الایمان

نعت رسول مقبول ﷺ

لب پہ نعت پاک کا نغمہ کل بھی تھا اور آج بھی ہے
میرے نبی سے میرا رشتہ کل بھی تھا اور آج بھی ہے

اور کسی جانب کیوں جائیں اور کسی کو کیوں دیکھیں
اپنا سب کچھ گنبد خضراء کل بھی تھا اور آج بھی ہے

پست وہ کیسے ہو سکتا ہے جس کو حق نے بلند کیا
دونوں جہاں میں ان کا چرچا کل بھی تھا اور آج بھی ہے

بتلا دو گستاخ نبی کو غیرت مسلم زندہ ہے
ان پر مر مٹنے کا جذبہ کل بھی تھا اور آج بھی ہے

جس کے فیض نے بنجر سینوں نے شادابی پائی ہے
موج میں وہ رحمت کا دریا کل بھی تھا اور آج بھی ہے

جن آنکھوں سے طیبہ دیکھا وہ آنکھیں بیتاب ہیں پھر
ان آنکھوں میں ایک تقاضا کل بھی تھا اور آج بھی ہے

آج کے دن عشاق نبی پر لازم ہے اعلان کریں
اے بھارت کشمیر ہمارا کل بھی تھا اور آج بھی ہے

سب ہو آئے ان کے در سے جا نہ سکا تو ایک صبیح
یہ کہ ایک تصویر تمنا کل بھی تھا اور آج بھی ہے

(از: صبیح الدین صبیح رحمانی)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیۡکَ یَا رَسُوۡلَ اللّٰہِ ﷺ

سلسلۂ اشاعت : 31

نام کتاب : میلاد النبی ﷺ کب سے......؟
مطالعہ: تاریخی تسلسل

مؤلف : علامہ نسیم احمد صدیقی نوری

ضخامت : 128 صفحات

تعداد : 1000

سن اشاعت باراول : اپریل 2006ء

سن اشاعت باردوم : نومبر 2006ء

ہدیہ : ایصال ثواب جمیع امت مصطفویہ ﷺ

☆☆☆☆ناشر☆☆☆☆

انجمن ضیائے طیبہ

بالمقابل حبیب بینک کھارادر برانچ، آدم جی داؤد روڈ،
نزد دفتر المؤذن حج وعمرہ سروسز پرائیویٹ لمیٹڈ، میٹھادر، کراچی۔
فون: 2473226-2473292

نعت رسول مقبول ﷺ

از: شہنشاہ سخن مولانا حسن رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمہ

پھر کے گلی گلی تباہ ٹھوکریں سب کی کھائے کیوں
دل کو جو عقل دے خدا تیری گلی سے جائے کیوں

رخصت قافلہ کا شور غش سے ہمیں اٹھائے کیوں
سوتے ہیں ان کے سائے میں کوئی ہمیں جگائے کیوں

بار نہ تھے حبیب کو پالتے ہی غریب کو
روئیں جو اب نصیب کو چین کہو گنوائے کیوں

یاد حضور کی قسم غفلت عیش ہے ستم
خوب ہیں قید غم میں ہم کوئی ہمیں چھڑائے کیوں

جان ہے عشق مصطفیٰ روز فزوں کرے خدا
جس کو ہو درد کا مزہ ناز دوا اٹھائے کیوں

یا تو یوں ہی تڑپ کے جائیں یا وہیں دام سے چھڑائیں
منت غیر کیوں اٹھائیں کوئی ترس جتائے کیوں

اب تو نہ روک اے غنی عادت سگ بگڑ گئی
میرے کریم پہلے ہی لقمۂ تر کھلائے کیوں

سنگ در حضور سے ہم کو خدا نہ صبر دے
جانا ہے سر کو جا چکے دل کو قرار آئے کیوں

ہے تو رضا نرا ستم جرم پہ گر لجائیں ہم
کوئی بجائے سوز غم ساز طرب بجائے کیوں